صوبائی اسمبلی خیبر پختونخوا

اسمبلی کا اجلاس، اسمبلی چیمبر پشاور میں بروز جمعرات مورخہ 17 جون 2010 بمطابق 4 رجب 1431 ہجری سہ پہر تین بجکر پچیس منٹ پر منعقد ہوا۔
جناب سپیکر، کرامت اللہ خان مسند صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت کلام پاک اور ترجمہ

اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ ٱلشَّيۡطَـٰنِ ٱلرَّجِيمِ۔ بِسۡمِ ٱللّٰهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔

يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا تَتَّخِذُواْ ٱلۡيَهُودَ وَٱلنَّصَـٰرَىٰٓ أَوۡلِيَآءَ بَعۡضُهُمۡ أَوۡلِيَآءُ بَعۡضٍ وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمۡ فَإِنَّهُۥ مِنۡهُمۡ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَهۡدِى ٱلۡقَوۡمَ ٱلظَّـٰلِمِينَO فَتَرَى ٱلَّذِينَ فِى قُلُوبِهِم مَّرَضٌ يُسَـٰرِعُونَ فِيهِمۡ يَقُولُونَ نَخۡشَىٰٓ أَن تُصِيبَنَا دَآئِرَةٌ فَعَسَى ٱللَّهُ أَن يَأۡتِىَ بِٱلۡفَتۡحِ أَوۡ أَمۡرٍ مِّنۡ عِندِهِۦ فَيُصۡبِحُواْ عَلَىٰ مَآ أَسَرُّواْ فِىٓ أَنفُسِهِمۡ نَـٰدِمِينَ۔

(ترجمہ): اے ایمان والو! یہود اور نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ یہ ایک دوسرے کے دوست ہیں اور جو شخص تم میں سے ان کو دوست بنائے گا وہ بھی انہیں میں سے ہوگا بیشک خدا ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔ تو جن لوگوں کے دلوں میں (نفاق کا) مرض ہے تم ان کو دیکھو گے کہ ان میں دوڑ دوڑ کے ملے جاتے ہیں کہتے ہیں کہ ہمیں خوف ہے کہ کہیں ہم پر زمانے کی گردش نہ آجائے سو قریب ہے کہ خدا فتح بھیجے یا اپنے ہاں سے کوئی اور امر (نازل فرمائے) پھر یہ اپنے دل کی باتوں پر جو چھپایا کرتے تھے پشیمان ہو کر رہ جائیں گے۔ وآخرُ الدعوانا أنِ ٱلۡحَمۡدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلۡعَـٰلَمِينَ۔

اراکین کی رخصت

<u>جناب سپیکر</u>: ایک معزز رکن، جناب ڈاکٹر ذاکراللہ خان نے 17اور 18 جون2010 کیلئے رخصت کی درخواست ارسال کی ہے۔ Is it the desire of the House that leave may be granted?

(The motion was carried)

<u>Mr. Speaker:</u> Leave is granted.

<u>سید محمد علی شاہ</u>:جناب سپیکر!

<u>جناب سپیکر</u>: محمد علی شاہ صاحب!آپ بیٹھ جائیں۔

آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ برائے سال 07-2006 کا ایوان کی میز پر رکھا جانا

<u>Mr. Speaker:</u> The honourable Minister for Finance, Khyber Pakhtunkhwa, to please lay on the table of the House the following reports of the Auditor General of Pakistan for the year 2006-07, under rule 198 of the Procedure & Conduct of Business Rules:

1 Appropriation Accounts;
2 Financial Statement;
3 Audit Report on Revenue Receipts;
4 Audit Report on Public Sector Enterprises;
5 Audit Report on the Accounts of Government.

The honourable Minister for Finance, please.

<u>جناب محمد ہمایون خان (وزیر خزانہ)</u>:جناب سپیکر، میں صوبائی اسمبلی کے قواعد وانضباط اور طریقہ کار کے مجریہ 1988 کے قاعدہ 198 کے تحت خیبر پختونخوا کے حسابات سے متعلق آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی سال 07-2006 کی درج ذیل رپورٹس اسمبلی میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔

1. Appropriation accounts;
2. Financial Statement;
3. Audit Report of Revenue Receipts;
4. Audit Report on Public Sector Enterprises;
5. Audit Report on Accounts of Government.

<u>Mr. Speaker:</u> The reports stand laid.

آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹس برائے سال 07-2006 کا پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کے حوالے کیا جانا

Mr. Speaker: The honourable Minister for Finance, Khyber Pakhtunkhwa, to please move that the said reports may be referred to the Public Accounts Committee.

وزیر خزانہ: جناب سپیکر، میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ مندرجہ بالا رپورٹس پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کے حوالے کی جائیں۔

Mr. Speaker: The motion before the House is that the reports of Auditor General of Pakistan for the year 2006-07 may be referred to the Public Accounts Committee? Those who are in favour of it may say 'Aye' and those against it may say 'No'.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it, the reports are referred to the Public Accounts Committee. Janab Shamoon Yar Khan, please start the debate. Sardar Shamoon Yar Khan.

بجٹ برائے مالی سال 11-2010 پر عمومی بحث

سردار شمعون یار خان: شکریہ جناب سپیکر۔ بسم اللہ الرحمان لرحیم۔ یہاں پہ جناب، فنانس منسٹر صاحب نے 12 تاریخ کو صوبائی اسمبلی میں صوبہ خیبر پختونخوا کا جو بجٹ پیش کیا، اس کے اوپر یہاں پر موجود معزز ممبران نے بڑے اچھے طریقے سے اپنے خیالات کا اظہار بھی کیا اور میں شکریہ کا اظہار کرتا ہوں سپیکر صاحب آپ کا کہ آپ نے مجھے بھی موقع دیا آج۔ شروع کرونگا میں بجٹ تقریر، یہاں پہ موجود صفحہ نمبر 7 پر کچھ میرا خیال ہے کہ فوڈ ٹریڈنگ کیلئے یہ جو 85.9 بلین روپے رکھے گئے ہیں اس کی 'پرویژن' کی ہمیں وضاحت کی جائے کیونکہ اس میں دو جگہ پہ اس بات کو دھرایا گیا ہے صفحہ نمبر 7 پہ اور پھر صفحہ نمبر 9 پر بھی اس چیز کو دوبارہ بتایا گیا ہے، اسکی ہمیں وضاحت کی جائے۔ میں چاہونگا کہ پورے ایوان کو بتایا جائے کہ یہ 85.9 بلین روپے کس وجہ کیلئے رکھے گئے ہیں؟ اس کے آگے ہم صفحہ 10 پر آجائیں کہ صوبائی حکومت نے حکومت پنجاب سے پاسکو گندم کی خریداری کیلئے جو قیمت مختص کی ہے، وہ تیئس لاکھ سات سو پچاس روپے ہیں اور گزشتہ سال بھی اسی قیمت پر گندم خریدی گئی اور جہاں تک میری انفارمیشن ہے، یہ گندم خرید کر 'مل' مالکان کو دی جاتی ہے اور اگر وہ گندم 'مل' مالکان اپنے طور پر خریدے تو وہ اس قیمت سے کم پڑتی ہے ان کو، تو اس کے ساتھ جو 2.5 ارب روپے کی سبسڈی اس میں رکھی گئی ہے اس کی وضاحت کی

جائے کہ یہ سبسڈی کس مقصد کیلئے رکھی گئی ہے اسمیں؟صفحہ نمبر 11 پر ہم آ جائیں تو بہت ہی اچھا اقدام جو وفاقی حکومت نے بھی کیا کہ سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں پچاس فیصد کا اضافہ ہوا ہے۔ میرے خیال میں اگر حکومت تھوڑی کوشش کرتی تو اسمیں بہتری لائی جاسکتی تھی، یہ پچاس فیصد کا اضافہ اگر ممکن ہو تو اس کو بڑھایا جائے اور اس کے ساتھ جو ریٹائرڈ ملازمین کی پنشن میں پندرہ سے بیس فیصد کا اضافہ کیا گیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان کے ساتھ ایک مذاق ہے، ان کے ساتھ زیادتی ہے۔ اگر پچاس فیصد تنخواہوں میں اضافہ ہوتا ہے سرکاری ملازمین کی تو پنشن یافتہ افراد کا اس میں کیا قصور ہے، ان کی پنشن میں بھی اسی تناسب سے اضافہ کیا جائے کیونکہ مہنگائی کا تناسب ہر ایک کیلئے برابر ہے، نہ کہ تنخواہ دار کیلئے کم اور پنشن والوں کیلئے زیادہ ہے۔ تو ان کو میری تجویز ہے کہ اس کو بھی پچاس فیصد کیا جائے تاکہ ان کی مشکلات میں آسانی ہو۔ صفحہ نمبر 14 پر صوبائی حکومت نے کال سنٹرز اور انفارمیشن ٹیکنالوجی کیلئے دو سوملین روپے کی جو رقم مختص کی ہے، اس میں حکومت کا اندیشہ بالکل صحیح ہے کہ دوسرے شہروں میں کال سنٹرز بنے ہوئے ہیں اور جہاں تک میری معلومات ہیں، وہاں پرائیویٹ سیکٹر میں 'انوسٹمنٹ' ہوتی ہے اور کال سنٹرز ایک ایسا بزنس ہے کہ اسمیں پرائیویٹ سیکٹر کو فائدہ ہوتا ہے اور اس سے گورنمنٹ کو کوئی اتنی خاطر خواہ آمدن نہیں ہوتی اور اسمیں جناب سپیکر، انفارمیشن ٹیکنالوجی کا بھی ذکر آیا ہے کہ یہاں پہ اس کیلئے منصوبے پر سوچا جارہا ہے، منصوبہ چلانے کے بارے میں، تو اس کی بھی وضاحت کی جائے کہ یہ کونسے منصوبے ہیں جو اس صوبے میں چلیں گے اور اس کیلئے اتنی بڑی رقم رکھی گئی ہے؟ اور ٹوٹل کال سنٹرز اور اس کے علاوہ سائنس و انفارمیشن ٹیکنالوجی کیلئے دو سوملین ایک ہے اور دو سو اکیس ملین روپے الگ مختص کئے گئے ہیں تو یہ ٹوٹل چار سو اکیس ملین بنتے ہیں، تو اس کا اگر بتایا جائے کہ اس سے کیا فوائد حاصل ہونگے، کس کس موقع پر اور کن کن لوگوں کو اس سے فائدہ پہنچے گا؟ ایک اور بڑی اس صوبے کی جو سب سے زیادہ آمدن والی چیز ہے، وہ تمباکو ہے جس کا بڑا حصہ صوبے کے مالی حالات چلانے کیلئے استعمال ہوتا ہے، تو اس بجٹ میں اس کیلئے کوئی خاطر خواہ اقدامات نہیں کئے گئے، کوئی اس کا ذکر نہیں ہے کہ اس کی آمدن کس جگہ پر لگائی جارہی ہے اور کتنی آمدن ہے اسکی سالانہ؟ اگر ہمیں بتایا جائے کہ اس کو کہاں کہاں پر خرچ کیا جائیگا تو یہ سب کیلئے آسانی ہوگی۔ جناب سپیکر، منسٹری آف انڈسٹریز نے ایک بہت اچھا اقدام اٹھایا ہے کہ اپنے صوبے میں انڈسٹریل اسٹیٹ کو، نئی انڈسٹریل اسٹیٹ کو بنانے کیلئے جو انہوں فنڈز مختص کئے ہیں تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جو کئی سالوں سے تین انڈسٹریل اسٹیٹس چل رہی ہیں، جن میں

گدون ہے، ایبٹ آباد ہے اور حطار انڈسٹریل اسٹیٹ ہے، ان کی جو مشکلات ہیں، ان کی جو ضروریات ہیں اور جتنی ان سے آمدن آرہی ہے، اس کے بارے میں کیا سوچا ہے حکومت نے، آیا ان پرانی انڈسٹریل اسٹیٹ کو بہتر کرنے کیلئے کوئی اقدام کیا ہے انہوں نے یا پرانی انڈسٹریل اسٹیٹ کو پیچھے چھوڑ کر نئی انڈسٹریل اسٹیٹ کو بنانے پر توجہ دے رہی ہے؟ کیونکہ اسمیں دو مختلف چیزیں آجائیں گی اور اگر پرانی انڈسٹریل اسٹیٹ کے ساتھ کوئی خاطر خواہ مدد نہ کی گئی تو یہ ان کے ساتھ ناانصافی ہو گی، تو یہاں پہ جو ان کے مالکان ہیں، ان کے ساتھ صوبے میں کچھ فائدہ مند پراجیکٹس چل رہے تھے جن سے علاقے کو ترقی بھی ملتی تھی اور صوبے میں بہت اچھی آمدن بھی آتی تھی جس کا میں ذکر کرنا چاہونگا، واٹر شیڈ ہے، فارم واٹر مینجمنٹ اور بارانی جیسے پراجیکٹس تھے، ان تینوں پراجیکٹس کو ہم نے دیکھا، پچھلے چند سالوں میں جو حالات ان کیلئے بنائے گئے، ان کیلئے حالات پیدا کئے گئے اور وہ کن حالات سے گزر رہے ہیں۔ پچھلے سال بھی جب بحث یہاں پہ شروع ہوئی تو اس پر بات چلی کہ واٹر شیڈ کے جو ملازمین ہیں ان کیلئے کہیں تنخواہوں کا ذکر نہیں ہے، اسمیں کہ جو ملازمین کام رہے تھے آیا ان کو اس میں رکھا جائیگا، یہ پراجیکٹ چلے گا یا اس کو ختم کر دیا جائیگا؟ اس کے بارے میں ذرا بتایا جائے اور اس طرح فارم واٹر مینجمنٹ اور بارانی ایریاز میں بھی یہی پرابلم ہے جو ان پراجیکٹس میں کنٹریکٹ 'بیس' پہ ملازمین تھے ان کے ساتھ بھی یہی کیا جارہا ہے، تو لہذا اس کی بھی وضاحت کی جائے کہ ان کے ساتھ کیا سلوک کرے گی حکومت؟ کیونکہ ان پراجیکٹس سے بہت زیادہ خاندانوں کا چولہا جلتا تھا اور اگر ان پراجیکٹس کو ختم کر دیا جائے یا ان کی مدد نہ کی جائے ان کو چلانے میں تو یہ بہت بڑی ناانصافی ہو گی، صوبے کے ساتھ بھی ہو گی اور ان ملازمین کے ساتھ بھی ہو گی جو وہاں پہ ان میں کام کرتے تھے۔ ہمارا ملک خصوصاً انرجی کرائسز سے گزر رہا ہے اور انرجی پروڈکشن جو ہے وہ صوبہ خیبر پختونخوا میں ہی صحیح ہوتی ہے اور انرجی پروڈکشن کے باوجود یہاں پہ جو حالات ہوتے ہیں، بارہ چودہ گھنٹے بجلی نہیں ہوتی دیہی علاقوں میں، یہ کتنی ناانصافی ہے؟ اور وفاقی حکومت کے کئی دفعہ بتانے کے باوجود بھی اس پہ کوئی خاطر خواہ کام نہیں ہوا اور صوبائی حکومت نے بھی میرا خیال ہے کہ اس کو یکسر نظر انداز کیا ہے کیونکہ Alternate Energies پہ کوئی بات نہیں ہوئی، جن میں دو نام ہیں 'سولر انرجی' اور 'وائینڈ' انرجی، تو اس پہ ابھی میں سمجھتا ہوں کہ بات ہونی چاہیئے تھی۔ باقی تمام بھائیوں نے بڑے اچھے طریقے سے اس کی وضاحت کی ہے تو میں آخر میں ایک بات کرنا چاہوں گا، اپنی بات ختم کرنے سے پہلے۔ یہاں پہ صفحہ نمبر 41 پہ حکومت کی طرف سے جناب منسٹر فنانس نے ایک عہد پڑھا تھا تو میں

تھوڑااس کو دوہرادوں، اگر آپ کی اجازت ہو۔ وہ یہ کہ "اس صوبے کا خزانہ ایک مقدس امانت ہے جس کی ہم نہ صرف حفاظت کریں گے بلکہ اسے احتیاط اور دانشمندی سے خرچ کرنے کی نئی روایت قائم کریں گے تاکہ ہم اپنے موجودہ وسائل میں برکت کا موجب بنیں اور اس میں اضافہ بھی کریں۔" بہت ہی اچھی بات انہوں نے آخر میں کہی، منسٹر صاحب نے صوبائی حکومت کی نمائندگی کرتے ہوئے، میں اس میں ایک بات کرنا چاہوں گا اور اختتام کروں گا کہ کہیں یہ وہ معاملہ نہ ہو جائے کہ دودھ کی رکھوالی کیلئے بلی کو رکھ لیا جائے۔ تو مجھے پوری امید ہے، پر امید ہوں بجٹ سے بھی اور تمام ممبران اسمبلی سے کہ جو پچھلے سالوں میں، اور ابھی چند دن پہلے 'ٹرانسپیرنسی انٹرنیشنل' کی جو رپورٹ آئی اور خصوصاً ہمارے صوبے کو اس میں نشانہ بنایا گیا ہے، یہ ہم سب پہ ایک داغ ہے، نہ کہ یہ صرف حکومت پہ داغ ہے۔ یہ تمام ممبروں کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ اس داغ کو ختم کریں اور حکومت کا ساتھ دیں ایسے اقدامات پر، اور ایسے لوگوں کی نشاندہی کریں جو اس طرح کے کاموں میں ملوث رہتے ہیں۔ بہت شکریہ۔

<u>جناب سپیکر</u>: شکریہ جی، تھینک یو۔ تاج محمد خان ترند صاحب! ٹائم کا ذرا خیال رکھیں جی، بہت طویل لسٹ پڑی ہے معزز اراکین سے گزارش ہے کہ وہ اختصار سے کام لیں اور بجٹ تک محدود رہیں۔ تھینک یو، جی۔ تاج محمد خان۔

<u>جناب تاج محمد خان ترند</u>: بسم اللہ الرحمان الرحیم۔ شکریه جناب سپیکر، تاسو ماله موقع راکړه۔ جناب سپیکر، ما نه مخکښې د دې ایوان معزز اراکینو چه خپل د خیالاتو اظهار کړې دې په بجټ باندې۔ زما په خیال جناب سپیکر، زمونږ د صوبې حالات زمونږ د نور ملک نه مختلف دی ځکه چه زمونږ صوبائی حکومت ته چه کوم لوې لوې چیلنجونه مخامخ دی، هغې کښې یو غټ چیلنج چه کوم دې هغه د امن و امان مسئله ده او د امن و امان د بهترئ د پاره چه حکومت کوم اقدامات کړی دی، الحمدللہ نن د ماضی په مقابله کښې د امن وامان مسئله کافی بهتر شوې ده او انشاء اللہ تعالیٰ دا حالات به نور هم بهتر شی۔ جناب سپیکر، په داسې حالاتو کښې متوازن بجټ پیش کول او عوامو له پکښې ریلیف ورکول دا د دې حکومت یو لویه کارنامه ده۔ جناب سپیکر، زمونږ په صوبه کښې بلکه په ټول ملک کښې د مهنګائی ډیر لوې پرابلم دې او د مهنګائی د وجې نه زمونږ عوام ډیر پریشانه دې۔ د سرکاری ملازمینو په تنخواه کښې پنځوس فیصد اضافه او بیا د هغوی میډیکل الاؤنس کښې هم اضافه، دا یو ډیر

ښه اقدام دے او هغه سرکاری ملازمین چه د هغوی نور څه وسائل نشته نو هغوی ته به د دے نه ډیره لویه فائده اوشی۔ دغسے په بجټ کښے په غنمو باندے سبسډی هم د عوام د پاره یو ډیره ښه خبره ده۔ جناب سپیکر، که یو طرف ته حکومت د سرکاری ملازمینو تنخواه کښے اضافه کړے ده نو بل خوا زمونږ وزراء صاحبانو رضاکارانه طور باندے خپل په تنخواه ګانو کښے کمے کړے دے، زه په دے باندے دوئ ته خراج تحسین پیش کوم۔ جناب سپیکر، د کوآپریټو بینک بحالی هم یو ډیر ښه اقدام دے د حکومت، د دے نه به غریب کاشتکارانو ته او دیهی خواتین ته ډیره لویه فائده کیږی۔ جناب سپیکر، زمونږ د صوبے یو بله ډیره لویه مسئله بیروزګاری ده او د بیروزګارئ د خاتمے د پاره په بجټ کښے چه حکومت د 'باچا خان خپل روزګار' په نوم کوم سکیم شروع کړے دے یقیناً دے نه به هغه نوجوانانو ته فائده رسی کوم چه په دے وخت کښے د بیروزګارئ د وجے نه ډیر پریشانه دی او در په در ګرځی او دے سره سره اضافی آسامیانے هم په بجټ کښے پیدا کړے شوے دی، نو هغه به هم د بیروزګارئ په خاتمه کښے خپل کردار ادا کوی۔ جناب سپیکر، هیپټائټس سی زمونږ د صوبے ډیره لویه مسئله جوړه شوے ده، ډیر لوے خلق په دے مرض کښے مبتلا دی۔ 'بینظیر هیلتهـ سپورټ پروګرام' به هغه مریضانو د پاره ډیر لوے کارآمد ثابتیږی چه کوم غریبانان په دے مرض کښے مبتلا دی او هغوی سره د دے مرض د پاره وسائل نشته۔ هم دغسے یو بل قدم چه هغه د معذور افراد د پاره مصنوعی اعضاء به مفت لګولے شی، دا هم د حکومت یو ډیر لوے اقدام دے۔ جناب سپیکر، په ترقیاتی پروګرام کښے د ټولے صوبے د پاره ډیر لوے پروګرام ایښودے شوے دے خو جناب سپیکر، دا اے ډی پی کتاب زما په لاس کښے دے، زما د حکومت نه دا یو ګله ده چه په دیکښے د ښګرام هډو نوم نشته، په نوے منصوبو کښے۔ پرون هم دے لیاقت شباب صاحب دلته خبره کوله د هزاره ډویژن باره کښے، د مانسهرے ذکر ئے اوکړو، د ایبټ آباد ذکر ئے اوکړو، د هری پور ذکر ئے اوکړو خو د ښګرام ئے هډو ذکر او نه کړو، بغیر د یو پروګرام نه چه 'باچا خان غربت مکاؤ پروګرام' چه هغے کښے ښګرام شامل شوے دے نوره یوه منصوبه هم ښګرام د پاره نشته، نو زه جناب سپیکر، حکومت ته دا ګزارش کومه، مطالبه

کومه چه زمونږ په بجټ کښے ، یعنی زمونږ په اے ډی پی کښے ډیر پروګرامونه چه کوم دی هغه امبریله دی نو چونکه اے ډی پی کښے بټګرام چه کوم دے هغه نظر انداز شوے دے نو د هغے د خصوصی خیال اوساتی۔ جناب سپیکر،'باچا خان غربت مکاؤ' پروګرام چه دے دا یو ډیر ښه پراجیکټ دے او دا په بټګرام کښے او درے نورو ضلعو کښے د پروسکال نه شروع شوے وو۔ د دے پراجیکټ نه خلقو ته ډیره لویه فائده ده خو په دیکښے زمونږ د بټګرام صرف شپږ یونین کونسله شامل دی نو زه دا ګزارش کوم، دے حکومت ته زما دا تجویز دے چه په هغے کښے د نورے یونین کونسلے هم شامل کړے شی۔ جناب سپیکر، جنګلات زمونږ د صوبے یو لوے ډیر اهم دغه دے۔ مونږ چه کله هم چرته خبره کوؤ نو مونږ وایو چه زمونږ صوبه کښے ډیر لوے جنګلات دی او دا زمونږ د وسائلو په زیاتوالی کښے به استعمالیږی لیکن جناب سپیکر، د تیر شوے تقریباً د پنځلس کالو نه زیات وخت اوشو چه په دے باندے فیډرل ګورنمنټ'بین' لګولے دے، مونږه دلته یو مشترکه قرارداد هم پیش کړے وو چه جنګلاتو نه د'بین' لرے شی او دے له د یو سائنټیفک مینجمنټ په بنیاد باندے پالیسی ورکړے شی خو جناب سپیکر، په هغے باندے تراوسه پورے عمل درآمد نه دے شوے۔ د هغے په نتیجه کښے که یو خوا زمونږه جنګلات تباه کیږی نو بل خوا حکومت ته کومه ریونیو د هغے نه راځی، هغه هم بند شوے ده نو زما حکومت ته دا تجویز دے چه جنګلاتو باندے چه کوم غیر ضروری پابندی لګیدلے ده هغه د لرے کړی او یو ښه پالیسی د ورکړے شی۔ جناب سپیکر، په بټګرام کښے د صوبائی حکومت زمکه ده، په هغے باندے پولیس ډیپارټمنټ قابض دے، هغے د پاره مونږه د هزاره یونیورسټئ وی سی سره خبره کړے وه چه دلته کښے تا سو د هزاره یونیورسټئ یو کیمپس کهلاؤ کړئ ځنګه چه هری پور کښے دے، داسے په حویلیاں کښے هم دے نو هغوی د هغے وزټ کړے وو، هغوی هغه'فیزیبل' ګرځولے ده چه دلته کښے که حکومت مونږ له دا زمکه راکړی نو یونیورسټی کیمپس چه کوم دے هغه به مونږ جوړ کړو، ټول اخراجات به مونږه برداشت کوؤ۔ نو زما دے حکومت ته ګزارش دے چه هغے د پاره د اقدامات اوکړی۔

جناب سپیکر، بټګرام، کوهستان او کالا ډهاکه د هزاره ډویژن یو پسمانده علاقے دی۔ جناب سپیکر، دا چه کله یو هزاره ضلع وه نو هغه وخت کښے دا خلق قبائل وو، ایف آر هزاره وه۔ اوس جناب سپیکر، مونږه خلق چه کوم د بټګرام، د کوهستان، د کالا ډهاکے، مونږه د مانسهرے، ایبټ آباد او هری پور سره مقابله نه شو کولے نو په دے بنیاد باندے هلته خلق ډویژن غواړی نو زما حکومت ته دا ګزارش دے چه دے بټګرام، کوهستان او کالا ډهاکه باندے مشتمل یو ډویژن د جوړ کړی چه د هغے نوم د اباسین ډویژن وی۔

(تالیاں)

جناب سپیکر، په بټګرام کښے د الائی خوړ باندے، دغسے په شانګله کښے خان خوړ او په کوهستان کښے یو درے ډیمونه حکومت جوړوی لګیا دے، په هغے کښے د خان خوړ چه کوم ډیم دے هغه تقریباً مکمل شوے دے او د بټګرام او د کوهستان والا چه کوم دی هغه په اخری مراحلو کښے دی۔ جناب سپیکر، تاسو په اخبارونو کښے به کتلے وی چه د هغه ځائے خلق مطالبه کوی چه دا ډیمونه چه کله مکمل شی نو په دیکښے یو خو دا چه څنګه لکه نورو ضلعو ته د ټوبیکو، د بجلئ او د ګیس رائلټی ملاویږی، دا سے رائلټی د دغه ضلعو له هم کیښودے شی او دے سره سره پینځه میګاواټه بجلی هر یو ضلعے د پاره او د هر یو ډیم نه د ورکړے شی او روزګار چه کوم دے، هغه چه کوم طرف ته ملازمتونه راشی نو هغے کښے د مقامی خلق بهرتی کړی۔ جناب سپیکر، زما دا څو ګزارشات وو، زه ستاسو شکریه ادا کوم چه تاسو ما له ټائم راکړو او حکومت ته په دومره عوام دوست بجټ پیش کولو باندے مبارکباد پیش کوم۔

<u>جناب سپیکر</u>: شکریه جی۔ سید جعفر شاه صاحب۔

<u>سید جعفر شاه</u>: بسم الله الرحمان الرحیم۔ شکریه جناب سپیکر۔ ټولو نه اول خو زه فنانس منسټر او د هغوی ټیم ته، صوبائی حکومت ته مبارکی ورکوم چه په دے مشکل حالاتو کښے هغوی دومره ښائسته بجټ پیش کړو چه هغه عوام دوست بجټ دے او جناب سپیکر، زه Repetition نه غواړم، یقیناً ډیر Innovative ideas په دے بجټ کښے سخکال راغلے دی او هغه د صوبے د معروضی حالاتو تحت یقیناً چه د دے خطے او د دے صوبے د عوامو ضرورت وو۔ په هغے کښے

خصوصی طور باندے چه'ریسورس' ډویلپمنټ ته کوم وزن په دے بجټ کښے ورکړے شوے دے یقیناً دا د ستائنے خبره ده۔ په هغے کښے'باچا خان خپل روزګار سکیم' او نوجوانانو ته تربیتونه ورکول، د قرضو او د وړو قرضو اجراء داسے Innovativeکارونه شامل دی، یقیناً دا ډیر حوصله افزاء دی۔ جناب والا، بجټ بیلنس بجټ دے او هغے کښے هر سیکټر ته په ښه طریقه باندے ایلوکیشن هم شوے دے خو ځنے سیکټرے داسے دی چه هغے کښے نور هم د'امپرومنټ' ضرورت شته۔ هغے کښے به زه د جناب فنانس منسټر صاحب توجه دے طرف ته راا وګرځوم چه خصوصی طور باندے یقیناً'هیومن ریسورس' ډویلپمنټ سیکټر'ټچ' شوے دے او هغے کښے د وړو وړو قرضو اجراء یا تربیتونه، خو ورسره ورسره بیروزګاری د ټولو نه لویه مسئله ده د دے صوبے، زما په خیال باندے که دے ته مونږه'پرووژن' لږ سیوا کړو او په هغے کښے Existing چه کومے ادارے Already په دیکښے کار کوی چه هغه ټیکنیکل ایجوکیشن ډیپارټمنټ دے یا پرائیویټ ادارے دی، هغه مونږه په دیکښے Involve کړو نو مونږ ته به یقیناً ډیر ښه رزلټ راشی او کومه بیروزګاری چه په دے صوبه کښے ده هغے ته به ډیر دغه اوکړے شی، روزګار به راشی۔ بل جی کاټج انډسټریز چه د هغے ډیر لوے'پوټینشل' دے، خاصکر په هغه علاقو کښے چه کوم ځائے کښے نیچرل'ریسورسز' وافر مقدار باندے دی یا ټورازم سره Related enterprise مونږ شروع کولے شو، په Tourist attractive areas لکه مالاکنډ ډویژن، هزاره یا چترال کښے دغے د پاره مونږه'پرووژن' کیږدو نو هغے کښے به هم د دغه علاقو د خلقو د پاره ډیر فائده اوګرځی۔ ورسره ورسره جی، د نیچرل ریسورس مینجمنټ په حواله سره چونکه زمونږه Agro based economy ده او زمونږه زیات خلق په کلو کښے اوسی، د سترفیصد نه زیات نو که مونږ ایګریکلچر،فارسټری، فشریز او دغه شان واټر'ریسورسز' د پاره، چه څومره مونږه دے ته زیاته توجه ورکړو نو مونږ به یقیناً دا چیلنج ښه طریقه باندے Faceکړے شو۔ جناب والا، یقیناً د ښه فګرز په دیکښے ایلوکیشن شوے دے، ټولے سیکټرے Cover شوے دی خو څنګه چه مونږه د تیرو کالونو بجټ پیش کړو او بیا د کال په اخر کښے چه مونږه Utilization اوګورو نو هغه د 40پرسنټ نه

Above نه وی۔ هم دغه شان خبره په 2009-10 کښے هم شوے ده۔ زما به دا ریکویسټ وی او تجویز وی چه د دے د پاره مونږه څه لائحه عمل جوړ کړو چه کوم ایلوکیشن اوشی او د هغے In time utilization 'انشور' شی۔ زه به تاسو ته جی مثال درکړم: چه کومه اے ډی پی یا زمونږه تیرکال'تعمیرسرحد' اوس'تعمیر خیبر پختونخوا' پروګرام دے په هغے کښے ځنے لکه د پرائم منسټر پیکج زمونږ په سوات کښے ، د هغے ټینډرے نن اوشولے ، د هغے یو کال شوے دے نو چه دومره یو خبره Delay کیږی نو په هغے کښے یقیناً په هغے ترقیاتی کارونو کښے Delay راځی او بیا خلق د نا امیدئ شکار کیږی او بیا مونږ ته هم ډیرے مسئلے او حکومت ته هم ډیرے مسئلے وی، نو زه به دا ریکوسټ اوکړمه چه ټولو محکمو د پاره یو داسے فریم ورک جوړ شی، یقیناً دا یو پلان دے ، پراونشل پلان خو شته دے خو د هغے Implementation او د هغے مانیټرنګ په دیکښے لیټ کیږی نو که مونږه د دے سه ماهیReview کوؤ او په هغے کښے مونږه هغے ته ټارګټ ورکوؤ، فنانشل او فزیکل ټارګټس او بیا د هغے Review کوؤ چه څومره ټارګټس Achieve شو نو مونږ ته به بیا د Low progress دا مسئلے نه وی۔ په مائیکرو هائیډل کښے جی زما به دا تجویز وی چه دا ښه Initiative دے او چه کومے پیسے مونږ ته په نټ پرافټ کښے ملاویږی هغه د مونږه په داسےIncome generating venturesکښے اولګوؤ خو په دیکښے جی مائیکرو هائیډل جنریشن زمونږه ډیر لوے 'پوټینشل' دے پوره صوبه کښے ، که مونږه دے څو ځلورو شپږو غټو غټو منصوبو سره په وړو منصوبو باندے هم کار اوکړو نو په هغے کښے به زمونږه چه کوم ډیر زیات واټر ریسورسز دی، هغه به مونږه Utilize کړے شو۔ ټورازم سیکټر ته یقیناً د نورو کالوپه مقابله ایلوکیشن ډیر شوے دے خو زه به دا اووایم چه ټورازم سیکټر چه څومره Set back کړے دے په تیرو درے کالو کښے نو یقیناً د دے د پاره پکار ده چه زمونږه'پرووېژن' لږ نور هم سیوا شی او په هغے کښے مونږه داسے Tangible کارونه اوکړو چه ټورسټس مونږه دے خپل ایریاز ته Attract کړو۔ وړے قرضے چه کومے دی،چھوٹے قرضے، نو هغه'باچا خان خپل روزګار سکیم' یا کوآپریټیو بینک ښه Initiatives دی خو دیکښے جی همایون خان صاحب ته به زه

ریکویسټ اوکړمه چه نور کمرشل بینکونه، یو یا دوه بینکونه چه هغوی مونږه په دے باندے راضی کړو چه هغوی مائیکرو فنانسنگ شروع کړی، بے شکه انټرسټ فری د نه وی، په سبسډائزډ ریټس باندے یا په Low interest rates باندے ، بینک آف خیبر یو پیره داسے پروگرام شروع کړے وو د 'سرحد رورل سپورټ پروګرام' په توسط باندے ، هم هغه شان پروګرامونه خاصکر په هغه علاقو کښے کومے چه متاثره علاقے دی، ملاکنډ ډویژن یا نورے ، نو د دے سره به د بے روزګارئ په خاتمه کښے مونږ ته ډیر زیات Space حاصل شی۔ یو جی، بجټ ډاکومنټ کښے مونږه کتل او وخت په وخت باندے مونږه د ملاکنډ ډویژن منتخب قیادت نه دا مطالبه کړے ده چه د اوقاف محکمه د ملاکنډ ډویژن ته Extend کړے شی ځکه چه هغه به Contribute کړے شی Peace restoration ته، او کوم چه زمونږه مساجد دی، امامان دی، هغه به د حکومت په کنټرول کښے هم راشی نو د هغے د پاره که 'پرووژن' تاسو چرته د یو طرف نه کیږدئ او دا اوقاف محکمه ملاکنډ ډویژن ته Extend کړے شی نو د دے به ډیره فائده وی۔ ډیره مهربانی جی، Thank you very much۔

جناب سپیکر: شکریہ جی۔ میری گزارش ہے تمام معزز اراکین سے کہ کوشش کریں کہ جو تجاویز پہلے ممبران صاحبان دے چکے ہوں یا جو Criticism، جو اعتراضات ہو چکے ہوں تو کوشش کریں کہ ان کو Repeat نہ کیا جائے۔ نئی نئی تجاویز، نئی نئی باتیں سامنے آجائیں تاکہ وقت کی کمی کا بھی تدارک ہو جائے اور زیادہ آپ کے بھائیوں کو موقع ملے۔ جناب سید قلب حسن صاحب! مختصر الفاظ میں اپنی تجاویز یا جو بھی آپ کے اعتراضات ہوں، وہ پیش کریں۔ جی، بسم اللہ۔

سید قلب حسن: شکریہ۔ جناب سپیکر، میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے صوبائی بجٹ پر بولنے کا موقع دیا۔ سب سے پہلے تو میں خیبر پختونخوا این ایف سی ایوارڈ اور صوبائی خود مختیاری حاصل کرنے پر اپنی حکومت کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور جو سب سے اہم ہمارا مسئلہ ہے امن امان کا، اس میں جو بہتری آئی ہے، میرا خیال ہے کہ یہ ہماری حکومت کا ایک بہت بڑا کارنامہ ہے۔ جناب والا، ہماری حکومت نے صوبائی بجٹ میں ایک خطیر رقم مختص کی ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ ان ترقیاتی کاموں کیلئے صحیح مانیٹرنگ ہو تاکہ اس سے عوام کو فائدہ ہو۔ جناب سپیکر، اچھے بجٹ کیلئے میرے خیال میں فنڈز کی ضرورت ہوتی ہے اور ہم پر اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل ہے کہ پانی ہمارے صوبے کے ساتھ ہے، ماربل ہمارے پاس ہیں، جنگلات ہمارے

پاس ہیں، کوئلہ اور گیس ہمارے پاس ہے، جپسم ہمارے پاس ہے، تانبا ہمارے پاس ہے، میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہماری حکومت ان پر توجہ دے تو ہمیں مرکز سے بھیک نہیں مانگنی پڑے گی۔ جناب سپیکر، یقیناً ہماری حکومت نے ہیلتھ، ایجوکیشن، روڈز، فارسٹ، ایریگیشن، Drinking water کیلئے، زراعت کیلئے ایک خطیر رقم اس بجٹ میں مختص کی ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ اس خطیر رقم سے عوام کو فائدہ ملے گا۔ جناب سپیکر، ہمارے صوبے کا ایک مسئلہ جو ہے وہ بے روزگاری ہے اور میں آپ کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ یہ بے روزگاری، ایجوکیشن یا ہیلتھ میں جو 'جابز' ہم Create کر رہے ہیں یا پولیس میں تو اس سے یہ مسئلہ حل نہیں ہوگا، میرے خیال میں اگر ہم انڈسٹری پر توجہ دیں، بغیر انڈسٹری کے ہم بے روزگاری کے اوپر قابو نہیں پاسکتے تو میری یہ تجویز ہے کہ ایمرجنسی کے تحت انڈسٹری پر آپ توجہ دیں تاکہ بے روزگاری، ہر ایک علاقے میں آپ دیکھیں اس مسئلے سے آپ بھی دوچار ہونگے کہ آپ کے پاس روزگار کیلئے کتنے لوگ آتے ہیں اور ترقیاتی کاموں کیلئے آتے ہیں تو میری گزارش یہ ہے کہ آپ انڈسٹری پر توجہ دیں۔ ہمارے کارخانے بند پڑے ہیں، اس میں ایک ایک شفٹ ہوتا ہے اور اگر ہم ان کو خصوصی مراعات دیں، ان کو اگر آپ پیکج دیں گے، سپیشل پیکج، ٹیکسوں میں آپ ان کو پیکج دیں، بجلی میں آپ ان کو پیکج دیں تو پھر یہ کارخانے انشاء اللہ دو شفٹ اور تین شفٹ میں ہونگے اور لوگوں کو روزگار ملے گا۔ جناب سپیکر، یقیناً 'باچا خیل روزگار سکیم' ایک اچھا اقدام ہے ہماری حکومت کا اور میری گزارش یہ ہے کہ اس میں کوشش کرنی چاہیئے کہ جتنا بھی اس میں شفاف طریقہ ہو کہ حقداروں اور غریب لوگوں کو اس سے فائدہ ہو، ہمارے کچھ ایم پی ایز نے اس میں گزارش کی ہے کہ اسمیں دو لاکھ اور تین لاکھ، میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر ان غریب لوگوں کو پچیس ہزار اور پچاس ہزار اور ایک لاکھ روپے بھی مل گئے تو یہ بھی ان کی بڑی کامیابی ہوگی اور اسی طرح 'بے نظیر ہیلتھ سپورٹ پروگرام' جو ہے، ہیپٹائٹس سی میرا خیال ہے کہ پورے پاکستان میں سب سے زیادہ ہمارے صوبے میں ہے، یہ ایک اچھا قدم ہے اور اس کیلئے ہماری حکومت نے جو فنڈ رکھا ہے، ضرور اس سے لوگوں کو فائدہ ملے گا۔ جناب سپیکر، ٹائم کم ہے اگر میں مختلف ڈیپارٹمنٹس کی ڈیٹیل میں جاؤں تو میں یہ مناسب نہیں سمجھتا کیونکہ ہمارے پارلیمانی لیڈرز نے اس کے اوپر کافی دلیلیں بھی دی ہیں اور انہوں نے اس کے اوپر کافی روشنی ڈالی ہے۔ میں کوہاٹ کے حوالے سے کچھ گزارشات کرونگا کہ کوہاٹ واحد ضلع ہے جس میں گیس اور تیل کے ذخائر، وہ آپ کے علم میں بھی ہونگے اور اس سال نو ارب روپے ہمارے صوبے کو گیس کی رائلٹی میں ملیں گے۔ سر، میری گزارش یہ

ہے کہ تمبا کو 'سیس' میں جو رائلٹی ہے اے ڈی پی میں، جہاں تمبا کو پیدا ہوتا ہے، ان علاقوں میں گیس کیلئے انہوں نے رقم مختص کی ہے اور جہاں پر گیس کی پیداوار ہوتی، ان کیلئے اس اے ڈی پی میں کوئی رقم نہیں ہے۔ میں گزارش کرونگا حکومت سے کہ نو ارب روپے اگر گیس اور پٹرول سے صرف کوہاٹ سے صوبے کو مل رہے ہیں تو اس میں سپیشل فنڈ ڈالا جائے گیس کیلئے اور آپ اس سے اندازہ لگائیں کہ وفاق کو اس سے کتنے پیسے ملیں گے ؟ اسی ارب روپے تقریباً لیکن ہمارے کوہاٹ میں جو گیس پہلے پنجاب سے آئی تھی، وہ گیس ہے اور جو گیس ابھی کوہاٹ میں پیدا ہو رہی ہے، اس سے کوہاٹ کو کوئی فائدہ نہیں ہے۔ تو میری گزارش یہ ہے کہ اس میں کوہاٹ کو گیس کیلئے فنڈ مختص کیا جائے۔ دوسرا وہاں پر سر، ایک ممنی خیل 'مل' ہے اس میں ہماری گزارش یہ ہے کہ یہ ممنی خیل 'مل' جو ہے یہ کوہاٹ ڈسٹرکٹ میں ہے اور اے ڈی پی میں وہ آیا ہے کرک ڈسٹرکٹ میں، کل اس کے اوپر پھر ہمارا جھگڑا ہوگا اور میاں صاحب مجھے بڑے گور گور کے دیکھ بھی رہے ہیں کہ جب گیس کی رائلٹی آئے گی تو پھر یہ گیس رائلٹی تو کرک کو جائے گی تو ہماری گزارش یہ ہے کہ 'مل' جہاں پر ہو تو یہ رائلٹی ان کو ملنی چاہیئے۔ ہمارے سینیئر منسٹر بشیر بلور صاحب بیٹھے ہیں، یہ فنانس منسٹر سے اگر غلطی ہوئی ہو تو اس غلطی کو درست کیا جائے۔ جناب سپیکر صاحب، میرا حلقہ پی ایف 38 کوہاٹ خصوصاً کوہاٹ ڈویژن اور جنوبی اضلاع میں ایک خاص مقام رکھتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح پشاور میں پورے صوبہ سرحد سے لوگ آتے ہیں، یہاں پر مقیم ہیں۔۔۔۔

<u>آوازیں:</u> پختونخوا، پختونخوا۔

<u>جناب قلب حسن:</u> پختونخوا میں نے غلط بولا ہے ؟

<u>آوازیں:</u> ہاں۔

<u>جناب قلب حسن:</u> اچھا 'سوری' جی، معذرت۔ یہ نام ہو سکتا ہے میرے منہ سے نکل گیا ہو اور میں بشیر بلور صاحب سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ ایک خوبصورت نام ہے۔ این ڈبلیو ایف پی کیا نام تھا، خیبر پختونخوا جو ہے یہ ایک خوبصورت نام ہے اور انہوں نے بڑی جد جہد کی ہے (تالیاں) اور ہم دل کی گہرائیوں سے، انشاء اللہ ہر طرف اب خیبر پختونخوا ہوگا۔ جناب سپیکر صاحب، جس طرح پشاور میں مختلف علاقوں کے لوگ ہیں، کوہاٹ میں، کرک، بنوں، ڈی آئی خان، وزیرستان، پاڑاچنار، صدہ، ٹل، اور کرزئی ایجنسی، درہ آدم خیل، ان علاقوں کے لوگ کوہاٹ میں آتے ہیں اور ابھی جو امن وامان کی حالت خراب ہے

تو اس وجہ سے آپ یقین کریں کہ میں جب کوہاٹ جاتا ہوں تو میں پریشان ہو جاتا ہوں کہ یہ روڈز پر جو ٹریفک ہے اور جو لوگ ہیں، اب یہ لوگ وسائل ہم سے مانگتے ہیں۔ اب کالج میں اگر داخلہ ہے، اگر ہسپتال کا معاملہ ہے، اگر پینے کے پانی کا معاملہ ہے، اگر بجلی کا معاملہ ہے تو مجھے یہ سمجھ نہیں آتی ہے کہ حکومت کوہاٹ پی ایف 38، پی ایف 37 اور پی ایف 39 کو 'بائی تھری' تقسیم کرتی ہے، مطلب ہمیں جو فنڈ ملتا ہے اس فنڈ کو، اور آج کل تو ہمارے منسٹر امجد آفریدی صاحب ہیں، ان کی بڑی کوشش ہوتی ہے کہ وہ کوہاٹ سٹی سے بھی فنڈ اپنے علاقے میں کریں۔ مجھے یہ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ وہ کوہاٹ کے منسٹر ہیں اور ان کو چاہیئے کہ وہ ہمارے ساتھ ہیلپ کریں، نہ کہ ہمارے فنڈز کے اوپر، میں وہ الفاظ نہیں استعمال کرنا چاہتا کیونکہ ہم بھی حکومت میں ہیں، تو میری گزارش ہے میاں افتخار صاحب اور بشیر بلور صاحب سے کہ یہ ان کو اس بات پر قائل کریں کہ ہم حکومتی اراکین ہیں اور یہ ناانصافی ہمارے ساتھ نہیں کریں گے۔ میں نے اس ضمن میں ایک Application بھی آپ کو دی ہے۔ سر، میری گزارش یہ ہے، میں نے پہلے اجلاس میں یہ ریکویسٹ کی تھی کہ کوہاٹ ایک ترقیاتی شہر ہے، اس کو بڑے شہر کا درجہ دیا جائے۔ وہاں پر ڈی ایچ کیو ہاسپٹل ہے، وہاں پر میڈیکل کالج ہے، وہاں پر یونیورسٹی ہے، وہاں پر آرمی کا پورا ایک ڈویژن پڑا ہوا ہے، وہاں پر ائیر فورس ہے، تو وہ لوگ Facilities ہم سے مانگتے ہیں۔ آپ کے کافی ایم این ایز، ایم پی ایز میرے حلقے کوہاٹ میں رہتے ہیں، دوسرے حلقوں کے۔ تو میری گزارش یہ ہے کہ کوہاٹ پی ایف 38 کو یہ خصوصی توجہ دیں۔ سر، سب سے اہم مسئلہ جو میرا ہے، کالجوں کی میں بات کروں گا کہ آپ ان سے رپورٹ منگوائیں، میرے کوہاٹ کالج میں سر، تین شفٹ چل رہے ہیں۔ ایک مارننگ شفٹ، ایک 'ایوننگ' شفٹ، ایک سپیشل شفٹ، اس کے باوجود بھی فرسٹ ڈویژن کی بچیوں کو ایڈمشن نہیں ملتا، یہ کہاں کا انصاف ہے؟ اور میں حکومت سے ریکویسٹ کرتا ہوں کہ بجٹ میں کچھ ہو یا نہ ہو میرے لئے لیکن میں فنانس منسٹر اور ایجوکیشن منسٹر سے ریکویسٹ کروں گا کہ مجھے صرف ایک گرلز کالج چاہیئے۔ Last year بھی میں نے چیف منسٹر سے ریکویسٹ کی تھی، وہ امجد آفریدی کے حلقے میں لگ گیا تھا اور اس دفعہ میری ریکویسٹ ہے کہ یہ پندرہ کالجز ہیں، مجھے صرف اور صرف ایک گرلز کالج چاہیئے اور میں امید کرتا ہوں کہ اس میں ہمارے۔۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: قاضی اسد صاحب! میرے معزز رکن صاحب کی سن لیں جی۔

سید قلب حسن: اور میں سر، ایک اس میں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: بس مختصر۔

سید قلب حسن: میں سر، ایک اس میں یہ Commitment کرتا ہوں کہ یہ سروے کر لیں، اگر 'فیر یبل' ۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، میں نے بھی آپ کی سفارش کر دی۔

سید قلب حسن: پورے صوبہ سرحد میں اگر کوہاٹ کا گرلز کالج 'فیر یبل' نہ ہوا، ٹاپ پر انشاء اللہ وہ ہو گا۔

جناب سپیکر: انشاء اللہ۔

سید قلب حسن: کوہاٹ، ایبٹ آباد اور مانسہرہ کے بعد دوسرے نمبر پر ایجوکیشن میں ہے اور میں کہتا ہوں کہ ہمارے بچوں کا یہ حق ہے کہ کم از کم وہ تعلیم تو حاصل کریں نا، اگر ان کو اور مراعات نہ ہوں۔

جناب سپیکر: انشاء اللہ۔

سید قلب حسن: میری یہ ریکویسٹ ہے، بشیر بلور صاحب بھی بیٹھے ہیں، رحیم داد صاحب بھی بیٹھے ہیں، فنانس منسٹر بھی ہیں اور قاضی صاحب ہیں۔ قاضی صاحب ہمارے پرانے دوست ہیں تو میں امید کرتا ہوں کہ یہ سپیشل ہمارے ساتھ اس میں رعایت کریں گے اور پانی کا جو مسئلہ ہے، Drinking water کا، اس میں ہماری حکومت نے فنڈ مختص کی ہے اور میری گزارش ہے کہ اس میں ہماری مدد کرے۔ آخری بات سر، ہماری بجٹ کی جو 'سپیچ' ہوتی ہے وہ دو گھنٹے ہوتی ہے لیکن جب ہمارا نمبر آتا ہے تو ہم، ہمیں اس چیز کا احساس ہے کہ ہمارے اور بھائی بھی کچھ بولنا چاہتے ہیں، ہمارے کوہاٹ کا اور جنوبی اضلاع کا جو ایک سنگین اور ایک خطرناک مسئلہ ہے، وہ کوہاٹ ٹنل ہے۔ جناب سپیکر، Last week انہوں نے اعلان کیا کہ کوہاٹ ٹنل دو دنوں کیلئے چوبیس گھنٹے کھولا جائے گا، اب سر، آپ یقین کریں کہ جب یہاں پر کوئی Death ہوتی ہے ہسپتالوں میں، تو یہ لوگ، صبح بھی مجھے ایک بندے نے کہا ہے کہ یہاں پر اس طرح ہمارا ایک مسئلہ ہو گیا ہے کہ ہم ساری رات فتح جنگ سے ہو کر گئے ہیں، چار بجے ہم پہنچے ہیں اپنے علاقے میں، تو یہاں پر ہمارے جو مریض ہوتے ہیں جنوبی اضلاع کے، چھ بجے کے بعد کوئی نہیں جا سکتا، آخر یہ معاملہ کیا ہے؟ یہ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ یہ کیسا مسئلہ ہے کہ چھ بجے کے بعد بھی وہاں پر فوج پڑی ہے؟ اور الحمد للہ اب حالات بھی کنٹرول ہو گئے ہیں، تو میری گزارش حکومت سے یہ ہے کہ یہ ایک گھمبیر مسئلہ ہے ہمارے جنوبی اضلاع کا، یہ تقریباً تیسرا وہ ہے کہ صوبہ سرحد کا ایک حصہ بالکل محصور ہے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: انشاءاللہ، بشیر بلور صاحب! اس پر خصوصی توجہ دیں۔ تھینک یو، جی۔

سید قلب حسن: میری ریکویسٹ یہ ہے کہ اب حالات ٹھیک ہو گئے ہیں اور حکومت سے یہ۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: سید قلب حسن صاحب۔

سید قلب حسن: اور حکومت سے یہ ریکویسٹ کر رہے ہیں کہ اس کو حل کرے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: مختصر کریں جی۔

سید قلب حسن: میں مشکور ہوں، Thank you very much۔

جناب سپیکر: جاوید عباسی صاحب، بیرسٹر جاوید عباسی صاحب۔

جناب محمد جاوید عباسی: اَعُوذُ بِاَللّٰہِ مِنَ اَلشَّیطَـٰنِ اَلرَّجِیمِ۔ بِسۡمِ اَللّٰہِ اَلرَّحۡمَـٰنِ اَلرَّحِیمِ۔ جناب سپیکر، میں بہت مشکور ہوں آپ کا اور بہت شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے بجٹ کے اس اہم موقع پر بات کرنے کی اجازت دی ہے۔ میں بے حد مشکور ہوں وزراء صاحبان کا کہ جس خوبصورتی کے ساتھ وہ Notes لے رہے ہیں تقریروں کے اور جتنی توجہ اس وقت حکومت ہماری تقریروں کو دے رہی ہے اور جو مظاہرہ ہم نے دو تین دنوں سے دیکھا ہے، میں وزراء صاحبان کا بھی انتہائی مشکور ہوں کہ وہ کتنی دلچسپی سے، جو بات ہم کر رہے ہیں اس کے یہ Notes لے رہے ہیں جناب سپیکر۔ (قہقہے) جناب سپیکر، میں نے آج بجٹ سپیچ میں کوئی ایسی بات نہیں کرنی ہے، ہمارے ایک دوست اور بزرگ نے اس دن میرے بارے میں کچھ کہا تھا، میں صرف پرسنل اس کے بارے میں Explanation دوں گا۔ انہوں نے کہا ہے کہ مجھے شاید حکومت نے کوئی پانچ کلو میٹر روڈ دی ہے، اگر یہ حکومت دیتی تو میں بار بار ان کا شکریہ بھی ادا کرتا اور آپ کے پاس بھی آتا۔ میں مانگنے کیلئے ہر دفعہ جاتا ہوں، اپنے حلقے کی روڈ کیلئے آپ کے پاس بھی آتا ہوں، ان کے پاس بھی آتا ہوں، ان منسٹرز کے پاس جاتا ہوں، چیف منسٹر صاحب سے بھی مانگتا ہوں کہ اس حلقے کے لوگوں نے مجھے منتخب کیا ہے۔ ہاں، میں کبھی اپنے ذاتی کام اور ٹھیکے کیلئے چیف منسٹر ہاؤس میں نہیں جاتا، نہ کوئی اور کام کیلئے، سکیمیں مانگنا میرے حلقے کے لوگوں کا کام ہے اور یہ سکیم جو میں آج لایا ہوں، پیج نمبر 72 پر جناب، سارے ممبران کے اے ڈی پی میں ہے، یہ شاید درانی صاحب کے زمانے سے شروع تھی اور شاید 'آن گوئینگ' سکیموں میں ان کو بھی دی گئی اور ہمیں بھی ملی اور یہ ہمارا حق ہے جناب سپیکر، اور اب مجھے طعنہ ملا تو مجھے یقین ہے کہ انشاء اللہ حکومت پانچ نہیں تو شاید دس کلومیٹر

کی 'آفر' بھی دے، جو گلیات ہیں جن میں سارے آپ لوگ جاتے ہیں، وہ دیں گے تو میرا حوصلہ بڑھے گا جناب سپیکر۔ میرے جن دوستوں نے پوائنٹ آؤٹ کیا، صرف ان کے بارے میں اتنا کہوں گا:

ے بارشوں سے دوستی اچھی نہیں فراز

<u>مفتی کفایت اللہ</u> : ان بارشوں سے دوستی اچھی نہیں فراز۔۔۔۔۔

<u>جناب محمد جاوید عباسی</u>: تھینک یو، مفتی صاحب۔

ے ان بارشوں سے دوستی اچھی نہیں فراز کچا تیرا امکان ہے کچھ تو خیال کر

<u>جناب سپیکر</u>: ٹھیک ہے۔

<u>جناب محمد جاوید عباسی</u>: جناب سپیکر، آپ نے پابندی لگادی کہ جو باتیں ہوچکی ہیں ان کو آپ نے Repeat نہیں کرنا اور ہم آپ کا حکم ہمیشہ سر آنکھوں پر مانتے ہیں۔ آپ نے یہ بھی کہا کہ جو فگرز پہلے بیان کر دیئے گئے ہیں ان کو بھی Repeat نہیں کرنا، آپ نے Suggestions دینی ہیں۔ میں آپ کا بھی بے حد مشکور و ممنوں ہوں جناب سپیکر، جس بلڈنگ میں آج ہم کھڑے ہیں، جس عمارت میں آج یہ آنریبل ممبرز صاحبان اپنا اجلاس کرتے ہیں، جس خوبصورتی کے ساتھ، میرٹ کے ساتھ آپ نے اس بلڈنگ اور آپ نے اس ہاؤس کے کسٹوڈین ہونے کا جو حق تھا وہ حق میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے ادا کیا ہے کہ آج ممبران عزت و خوشی اور احترام کے ساتھ یہاں آتے ہیں، بیٹھتے ہیں، جو جگہ بنائی گئی ہے، یہی خوبصورتی ہے کہ جب آدمی آئے تو انسٹی ٹیوشنز اور ادارے بناکر جائے جب تک وہ وہاں بیٹھا ہوا ہو، تو میں اس کیلئے بھی جناب سپیکر، آپ کا بے حد مشکور و ممنوں ہوں۔ یقیناً آج اس وقت ہم بات کر رہے ہیں، یہ بجٹ آج دو سالوں کے بعد، جب پوری طرح اس ملک کے اندر جمہوریت بحال ہوئی ہے، جب 18th Amendment میں وہ کالے قوانین جو ڈکٹیٹر نے اس ملک اور لوگوں کو محکوم کرنے کیلئے بنائے تھے، الحمدللہ اس ملک کی پارلیمنٹ نے (ختم کئے)، لوگ کیا کہتے ہیں؟ لوگ باتیں کرتے رہے ہیں لیکن جمہوریت اور جمہوری اداروں پر یقین رکھنے والے لوگوں نے ثابت کر دیا ہے کہ جس طرح سن 73ء کے کانسٹی ٹیوشن کو Consensus کے ساتھ سیاسی جماعتوں کے ہمارے جو لیڈرز صاحبان تھے، انہوں نے اپنے تدبر کے ساتھ بنایا تھا، وہی ایک دفعہ پھر Amendment 18th میں ہمیں دیکھنے کو ملا ہے جناب سپیکر۔ جناب سپیکر، یہ کوئی معمولی بات نہیں تھی، یہ کوئی چھوٹی بات نہیں ہوئی ہے، ایک سال کے لگ بھگ پارلیمان میں بیٹھ کر فیصلے کئے ہیں اور وہ فیصلے جو کہ اس ملک کی بقاء کیلئے ضروری تھے۔ جناب سپیکر،

سن 73ء کا کانسٹی ٹیوشن بحال ہوا ہے، ایک بہت اہم بات ہو گئی ہے جناب سپیکر اس ملک کی تاریخ میں، اور سیاسی جماعتوں اور سیاسی لیڈروں کی Maturity کا بھی اندازہ آپ اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ پہلے ایسے ہوتا تھا کہ حکومتیں بنتی تھیں تو اسی دن سے ان کے خلاف سازشیں اور ان کو گرانے کا عمل شروع ہو جاتا تھا۔ آج ساری سیاسی لیڈر شپ اس بات پر متفق ہے کہ ہم اخلاق رکھیں گے، ہم اپنی رائے دیں گے، ہم ڈسکس کریں گے لیکن اس ملک میں کسی ڈکٹیٹر کو، کسی طالع آزما کو اس ملک کی جمہوریت پر شب خون نہیں مارنے دیں گے۔ یہ بات بڑی اہم ہے جناب سپیکر، کہ ساری پارلیمان نے بیٹھ کر فیصلے کئے، جو بڑے اہم فیصلے ہیں۔ 18^{th} Amendment میں الحمد للہ نہ صرف اس ملک کا کانسٹی ٹیوشن پوری طرح بحال ہوا ہے بلکہ جو پاورز جمہوری اداروں، پارلیمنٹ اور پرائم منسٹر سے چھین لئے گئے تھے وہ بھی اس جمہوری پراسس کے ساتھ واپس ان کو آ گئے ہیں۔ اب ہم سب کا فرض ہے کہ ہم نے اس جمہوریت کی خاطر، ان جمہوری اداروں کی خاطر جناب سپیکر، جدوجہد کرنی ہے۔ وہ لوگوں کے گھروں کو نہیں گئے، جب یہ 'امنڈمنٹ' ہو رہی تھی تو کیسے کیسے انہوں نے پروپیگنڈے کئے اور جب یہ پاس ہو گئی، جب ایک نئی صبح کا آغاز ہوا تو پھر انہوں نے جا کر ہزارہ میں آگ لگائی ہے۔ اپنا دکھ دھونے کیلئے، اپنی درد مٹانے کیلئے میں اس پر بھی ابھی بات کروں گا ڈیٹیل سے کیونکہ مجھے یقین ہے کہ ہمارے ہاں آگ لگی ہوئی ہے اور جن اضلاع میں ایسا ماحول ہوتا ہے، آپ کا دل بڑا ہے تو ان کیلئے آپ ٹائم ذرا زیادہ رکھتے ہیں کیونکہ جب ملاکنڈ میں ایسی صورتحال تھی، ہم نے نہ صرف اپنے 'ریسورسز' بلکہ اپنا وقت بھی ان کو ہمیشہ دیا ہے۔ ہم نے کہا ہے کہ بات ہو اور آپ نے اس فورم کو اوپن کیا ہے، تو جناب سپیکر، یہ معاملہ وہاں سے انہوں نے شروع کیا ہے۔ اسی جمہوریت کی خوبصورتی ہے جناب سپیکر، اگر یہ جمہوریت نہ ہوتی تو شاید این ایف سی ایوارڈ پر اتنی خوبصورتی کے ساتھ فیصلہ نہ ہو سکتا۔ جمہوری اداروں میں ہماری لیڈر شپ، تمام لیڈر شپ جو جمہوریت اور پارلیمان پر یقین رکھتی ہے، ان کو میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ یہ کیس شاید ابھی کا نہیں تھا، یہ ہمارے دس جنریشن سے یا چھ جنریشن سے یہ کیس چلا آ رہا تھا، الحمد للہ فیصلہ اس میں ہوا ہے اور وزیر خزانہ صاحب یہاں تشریف فرما نہیں ہیں، میں ان کا بھی اور چیف منسٹر صاحب کا بھی بے حد مشکور ہوں اور میں اس حکومت کو بھی خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے بھی جا کر ہمارا کیس این ایف سی میں وہاں پر لڑا۔ انہوں نے اپنے صوبے کے حقوق کیلئے بھی بات کی اور پھر وہ وقت آیا کہ Consensus کے ساتھ پارلیمان کو دیکھنا پڑا لوگوں کو، کہ یہ لوگ جو جمہوریت کی بات کرتے ہیں، ملک

کو چلانے کا 'ویژن' بھی صرف ان لوگوں کے پاس ہے اور یہی لوگ جناب، اس ملک کو چلا سکتے ہیں، تو پھر Consensus کے ساتھ آج الحمدللہ یہ بڑی 'اماؤنٹ' ہمارے حصے میں بھی آئی ہے۔ یہ وہ اعتماد تھا قوم کا کہ الیکشن کے وقت اس نے اپنے 'الیکٹڈ' لوگوں کے اوپر ڈالا تھا اور پھر الحمدللہ یہ اس پر پورا اترے ہیں۔ میرے دوست ہماری باتوں کو سختی سے نہ لیں، اس بجٹ کو اسمبلی کے سامنے پیش کرنے کیلئے، ایک پارلیمان کے سامنے رکھنے کیلئے اس کی روح جو ہے وہ پوری طرح ڈیٹیل سے دیکھیں کہ جو پیسہ اس قوم کا ہے، جو پیسہ Tax payers کا ہے، وہ پیسہ آنے والے وقتوں میں کہاں کہاں لگے گا اور اس کا کہاں خرچہ ہو گا اور جو خرچہ ہوتا ہے وہ ٹھیک بھی ہوتا ہے یا نہیں ہوتا؟ تو جو ہماری Suggestions ہونگی، مجھے یقین ہے کہ وہ اس کی بہتری کیلئے، صوبے کی بہتری کیلئے جناب سپیکر، استعمال کریں گے۔ میں بہت خوش ہوتا کہ اگر وزیر خزانہ صاحب بھی آ جاتے اگر بڑی دور کہیں نہیں گئے ہوں، باقی منسٹرز صاحبان بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہماری جو صوبے کی آمدنی دکھائی گئی ہے، وہ سات یا ساڑھے سات پرسنٹ ہے جناب سپیکر، باقی وہ آمدنی جو فیڈرل گورنمنٹ نے ہمیں دینی ہے اور رائلٹی میں ہمیں پیسے ملنے ہیں، بہت سی گرانٹس ہمیں آنی ہیں، یہ بہت خوش آئند بات ہے کہ پچیس بلین، پچیس ارب روپے جناب سپیکر، اس وقت ہمیں بجلی کی رائلٹی میں، جو بہت عرصے سے ہمارے Outstanding dues تھے، ہمیں ملے ہیں اور پندرہ بلین جو از خود دہشت گردی کی صورت میں فیڈرل گورنمنٹ ہمیں دے گی، یہ کوئی پینتالیس بلین روپیہ جناب سپیکر بنتا ہے۔ جو پچیس بلین ہے جناب سپیکر، میری حکومت سے تجویز ہوگی کہ ابھی یہ پچیس بلین روپیہ، جناب سپیکر یہ بہت اہم بات ہے جو میں آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں، آپ کو ملا ہے۔ اس پچیس بلین کو آج اگر آپ نے اسی طرح خرچوں میں ڈال کر اور اسی طرح بجٹ برابر کر کے یہ خرچ ہو گئے جناب سپیکر، تو یہ ہر سال، تین چار سالوں تک یہ پچیس، پچیس بلین روپیہ ہمیں ملے گا اور پھر آپ اندازا لگائیں کہ آج سے چار سال بعد یا تین سال بعد جب بجٹ آئے گا اور اس میں سے تیس بلین روپیہ ہمارا موجود نہیں ہو گا، وہ اس بجٹ کا حصہ نہیں ہو گا تو اس وقت ہماری کیا صورتحال ہو گی؟ تو میری ان سے ریکویسٹ ہے کہ یہ جو ہمیں پچیس بلین روپیہ آ رہا ہے، اس کو اس طرح خرچ کیا جائے جناب سپیکر، اس کو ہائیڈل پراجیکٹ میں لگایا جائے، اس کو مائنز میں، جو ہمارے ریسورسز ہیں، ہمارے ریسورسز کو بڑھایا جائے جناب سپیکر۔ اس پیسے کو اگر آپ ریسورسز میں لگائیں گے جناب سپیکر، تو آنے والے وقتوں میں ہمارے صوبے کیلئے آسانی پیدا ہو گی ورنہ یہ پیسہ جو فیڈرل گورنمنٹ ہمیں دے گی، یہ پیسہ اگر اسی طرح خرچ ہو گیا تو اگلے، میں یہ یہاں ریکارڈ پر

بات اس لئے ہاؤس کے سامنے رکھ رہا ہوں کہ اگلے تین سالوں بعد اس صوبے میں بجٹ پیش کرنا مشکل ہو جائے گا کیونکہ آج بجٹ کا حجم جو ہے وہ بڑھا دیا گیا ہے، تو اس میں پیسے آنے سے یقیناً وہ کر سکتے ہیں جو ہمیں مل گیا۔ جناب سپیکر، ہمارے صوبے کو اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی پوزیشن دی ہے کہ پاکستان میں شاید اور کسی صوبے کے پاس یہ پوزیشن نہیں ہے۔ جناب سپیکر، آپ دیکھیں کہ انڈیا میں آج ہر روز یہ بات سامنے آ رہی ہے کہ وہ اپنے ڈیمز بنا رہا ہے۔ ہمارے لئے بھی ضروری ہے کہ ہمارے پاس کئی ایسی جگہیں موجود ہیں اس صوبے کے اندر کہ ہم سستی بجلی پیدا کرنے کیلئے جناب، یہاں بنا سکتے ہیں اور پوری دنیا کے Investor کو پھر یہاں بلا سکتے ہیں، ان کو کہہ سکتے ہیں کہ ہم آپ کو سستے داموں بجلی دیں گے اور نہ صرف پیدا کی جائے گی جناب، اب بجلی کیلئے ضروری ہے کہ اس کی سپلائی بھی اپنے کنٹرول میں کی جائے تاکہ جناب سپیکر، یہ پیسہ آنے والے وقتوں میں انکم جنریٹ کرنے کیلئے جو ہمارے ریسورسز ہیں، ان میں اضافہ کرنے کیلئے لگایا جائے اور دوسری جگہ پر جو لگایا جا سکتا ہے جناب، تو ہمارے ہاں بہترین مائنز ہیں جو بٹگرام، ایبٹ آباد، کوہستان کے ایریا میں ہیں، جن کا آج برا حال ہے، اس ایریا میں بھی اگر یہ پیسہ صحیح طریقے سے لگایا جائے تو یہ آمدن جناب سپیکر بڑھ سکتی ہے۔ حکومت نے کہا کہ تعلیم ہماری First priority ہے جناب سپیکر، اور مجھے خوشی ہے کہ ایسا ہو لیکن جو فگرز ہم نے دیکھے ہیں جناب سپیکر، تعلیم کیلئے شاید میں مشکور ہوں وزیر خزانہ صاحب کا، تعلیم کیلئے شاید صرف نو ارب روپے رکھے گئے ہیں جو پہلے سے یقیناً زیادہ اور پچھلے سال سے بھی بہتر ہیں لیکن سیکیورٹی کیلئے جناب، پولیس کیلئے، 'لاء انفورسمنٹ ایجنسیز' کیلئے جناب سپیکر، دہشت گردی کے خلاف جہاد کرنے کیلئے ستاون ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ یقیناً یہ وقت ہے کہ ہمیں دہشتگردی کے خلاف بھی جہاد کرنا ہو گا لیکن دہشتگردی صرف اسی صورت میں ختم ہو سکتی ہے جب ہم جہالت کے خلاف بھی جناب سپیکر، جہاد کریں۔ پچھلے سال بھی جناب سپیکر، لگ بھگ پینتالیس ارب روپیہ رکھا گیا تھا شاید، آج ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ جو پچھلے سال ہم نے سیکیورٹی کیلئے پیسہ دیا ہے، کیا وہ پیسہ صحیح طور پر لگا ہے، کیا وہ پیسہ جو فیڈرل گورنمنٹ نے دیا ہے، کیا وہ پیسہ جو بیرونی حکومتوں سے 'ایڈ' میں ہمیں آیا ہے، کیا وہ اس صوبے میں خرچ ہو گیا ہے؟ جناب سپیکر، میں صرف ایک مثال آج حکومت کے سامنے رکھوں گا کہ ہمارا خیال ہے، ہماری انفارمیشن ہے، میں چاہتا ہوں کہ سیکیورٹی کا معاملہ بہت اہم ہے، مجھے اعتراض نہیں ہے کہ اس کیلئے اتنا پیسہ کیوں رکھا گیا ہے؟ ہاں مجھے یہ ضرور اعتراض ہے اور میں حکومت سے پوچھتا ہوں کہ پچھلی دفعہ جتنا بڑا پیسہ دیا گیا ہے اس پیسے کا حساب اسمبلی

کے اندر کیوں نہیں دیا گیا جو دیا جانا چاہیئے تھا؟ میں صرف ایک مثال آپ کو بتاتا ہوں جناب سپیکر، یہ بڑی اہم بات میں کرنے جارہا ہوں جو آپ سے اور وزراء صاحبان سے بھی میں چاہوں گا کہ وہ نوٹ کریں کہ اس ایک کمپنی سے جناب سپلائی کی گئی ہے، میں نے سوال یہاں اسمبلی میں بھیجا ہوا ہے، اور اس کے ایک آدمی نے اپنے افسر ڈی آئی جی کو لیٹر لکھ کر بھیجا ہے کہ جناب، اس میں جو کنٹریکٹس دیئے گئے وہ قانون کے مطابق نہیں دیئے گئے، یہ قانون کی Violation کی گئی ہے۔ پچاس کروڑ سے ایک ارب روپے تک کی غبن ہے جناب سپیکر اس معاملے، سارے ڈیل میں، یہ کوئی تھوڑی بات نہیں ہے۔ آج دنیا ساری دیکھ رہی ہے کہ ہم خون کے سمندر سے اپنے آپ کو گزار رہے ہیں، دہشتگردی کی لپیٹ میں ہیں اور اس صوبے میں اتنی بڑی 'اماؤنٹ'، میں یہ بات نہیں کہتا، میں نے وہ نوٹ دیکھا جو ڈی آئی جی نے لکھ کر بھیجا ہے کہ تمام رولز کو Violate کر کے کنٹریکٹس دیئے گئے، نمبر 1۔ اور اب وہ فائل پانچ تاریخ کو چیف منسٹر صاحب کے پاس بھیجی گئی ہے اور اس میں لکھا ہوا ہے کہ ہاں، ہم پروسیجر کو 'اڈاپٹ' نہیں کر سکتے، ہم سے غلطیاں ہوئی ہیں اور Violation ہوئی ہے، ہمیں Condone کیا جائے۔ جناب سپیکر، اگر آج سیکرٹری سی اینڈ ڈبلیو یہ بات لکھ کر بھیجے تو میرے چار ارب کے ٹھیکے دے دیئے جائیں، نہ میں نے پی سی ون بنایا، نہ میں نے ایڈورٹائز کیا، نہ میں نے کسی سے کوئی مقابلہ کیا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ بہت 'سیریس' معاملہ ہے، مجھے یقین ہے کہ حکومت اس کا جواب دے گی اور میرے پاس اس کے Notes موجود ہیں اور ان کے علم میں ہے جناب بلور صاحب کے، مجھے یقین ہے کہ حکومت یہ Condone نہیں کرے گی۔ چیف منسٹر کے پاس جو سمری گئی ہوئی ہے، یہ Tax payer کا پیسہ ہے، یہ ان لوگوں کا پیسہ ہے، صوبے کے غریب لوگوں کا پیسہ ہے، پھر ہمیں پتہ چلنا چاہیئے کہ یہ اتنا بڑا پیسہ ایک کمپنی کو، کون کون لوگ اس میں Involve ہیں؟ کیونکہ یہ فورس کیلئے بھی ٹھیک نہیں ہے، یہ کسی اور کیلئے بھی ٹھیک نہیں ہے۔ اگر آج ہم دہشت گردی کی لپیٹ میں ہیں اور ہماری زندگیاں ہر وقت، آج اگر یہ معاملہ ہو رہا ہے تو یہ جب 'میسج' نیچے جائے گا تو ان کو کیا ہو گا؟ جناب سپیکر، میری یہ بھی حکومت سے اپیل ہے کہ جہاں انہوں نے اور ملازمین کی تنخواہوں میں اضافہ کیا ہے، وہاں پولیس کیلئے بھی سکیل ایک سے سولہ تک ضرور ففٹی پرسنٹ اضافہ ہونا چاہیئے کیونکہ وہاں بے چینی پائی جاتی ہے جناب سپیکر، تو یہ مہربانی ہو گی کہ اگر ان کی تنخواہوں میں بھی اضافہ کریں۔ میں اس کا بے حد مشکور و ممنون ہوں کہ وزراء صاحبان کی تنخواہوں میں کمی کی گئی ہے، یہ بہت اچھا ہوتا کہ اگر یہ بالکل کہتے کہ ہم نے ستر، اسی پرسنٹ کمی کر لی۔ چیف منسٹر این ڈبلیو

ایف پی کا میں دوبارہ شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جو ہفتے میں ایک دفعہ سب کے ساتھ ملتے ہیں اور ہم میں پائے جاتے ہیں۔ کچھ منسٹروں کے علاوہ منسٹر صاحبان سے ملنا، دوبارہ دوبارہ بھی ملنا مشکل ہے جناب سپیکر۔ (تالیاں) جناب سپیکر، آپ کو بھی اور چیف منسٹر صاحب کو میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں، بشیر بلور صاحب کو بھی کہ ہر روز وہ اپنے دفتر میں، ہر روز جب بھی کبھی آئیں تو وہ اپنے دفتر میں ہوں گے۔ کچھ اور وزراء، سب کا نہیں کہہ رہا، میں کچھ وزراء کی بات کرتا ہوں (تالیاں) کہ وہ وزراء چیف منسٹر صاحب کو بھی اور آپ کو بھی، ایمانداری کی بات ہے کہ آج ہم سب نے سچ بولنا ہے، آپ بھی بتائیں کہ آپ کو کتنے کتنے دن لگے ہوں گے؟ یہاں ہم مارے مارے پھرتے ہیں، انہوں نے دفاتر میں آنا چھوڑا ہوا ہے، دفاتر سے دور ہیں، اس طرح لگتا ہے کہ یہ روٹھے ہوئے ہیں اپنے دفتروں سے، جب کوئی پیر کے پاس جاتا ہے، بیس آدمی جاتے ہیں تو وہ کہتا ہے کہ اسکو وہ سارے سمجھ آتے ہیں کہ کس کس کے ساتھ کیا ہوا؟

<u>ایک آواز:</u> ڈرومت یار، ڈرومت۔

<u>جناب محمد جاوید عباسی:</u> نہیں، ڈرنے کی بات نہیں ہے، یہ سچ ہے۔ اپنی تنخواہیں یہ ڈبل بھی لیتے ہیں تو ہمیں کوئی، ان سے ہماری درخواست ہے، یہ ایم پی ایز صاحبان سارے بیٹھے ہوئے ہیں، یہ سچ اگر کہہ دیں تو ان سب کو، میرے سمیت، ان سے ملنے میں کئی دفعہ کئی کئی دن، کئی کئی مہینے لگ جاتے ہیں، صرف ان کا دیدار کرنے میں۔ ہم تو جناب سپیکر، اس لئے آپ سے کہتے ہیں کہ اسمبلی کا سیشن ہر مہینے میں ہوتا کہ ہم حکومت کا دیدار ہر دفعہ کر لیا کریں۔۔۔۔

<u>آوازیں:</u> واہ، واہ۔

<u>جناب محمد جاوید عباسی:</u> اس دیدار کو ترسنے کیلئے ہم یہ کہتے ہیں۔ مہربانی فرمائیں جناب سپیکر، اس بات کو مذاق میں نہ لیا جائے بلکہ یہ ذمہ داری ہے حکومت میں رہنے والے وزراء صاحبان کی (تالیاں) جس طرح چیف منسٹر سے زیادہ کوئی اور مصروف نہیں ہو سکتا، چیف ایگزیکٹیو ہے اس صوبے کا، ہر ہفتے میں نہ صرف ملتا ہے بلکہ اگر کوئی آنریبل ممبر اس کیلئے 'میسج' چھوڑے تو شام کو اس سے بات کرتا ہے اور اس کی تکلیف پوچھتا ہے، یہی اس ٹیم سے بھی ہم توقع کرتے ہیں کہ اتنے سادہ نہ بنیں کہ معاملات کو صرف بیوروکریسی پہ ڈال دیا جائے اور یہ بری الذمہ ہو جائیں، نہیں یہ ذمہ داری 'الیکٹڈ' لوگوں کی ہے کہ انہوں نے 'ویژن' اپنا دینا ہے، انہوں نے اپنے ڈیپارٹمنٹ کو ٹھیک کرنا ہے، تو جناب سپیکر، 'پرفارمنس' کا یہ عالم ہے، آپ کی توجہ چاہوں گا، ذرا آپ ہماری طرف دیکھیں جناب، مہربانی، کئی ایسے کام تھے جنہیں

وزراء صاحبان کو دو سال پہلے شروع کرنے چاہیئے تھے جناب سپیکر، وہ آج تک شروع نہیں ہو سکے۔ جو دو سال پہلے اس اسمبلی میں، میں ایک نہیں بیسوں پراجیکٹس گنوا سکتا ہوں، آپ دیکھیں کہ دو سال بعد کتنی مہنگائی بڑھ گئی ہے؟ دو سال پہلے اگر کوئی سکول یا ہسپتال بن جاتا تو اس علاقے میں حکومت کی کتنی نیک نامی ہوتی، دو سال پہلے ہی بجٹ میں جو کام پہلے سال ہمیں دیئے گئے ہیں، کئی پراجیکٹس ایسے ہیں، میں 'آن اوتھ' کہتا ہوں کہ وہ آج دن تک شروع نہیں ہو سکے۔ اگر وہ نہیں شروع ہو سکے تو یہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ 'ریویو' میٹنگ اپنی کرتے، 'فالو اپ' ہوتا تو یہ ڈیپارٹمنٹ سے پوچھتے۔ جو سڑکیں شروع ہوئی ہیں، جو پانی کی سکیمیں تھیں وہ وقت پر نہیں شروع ہو سکیں اور آج پھر ہمارے اوپر یہ بات آئی ہے۔ یہ سارا بوجھ کس پہ آتا ہے جناب سپیکر؟ یہ سارا بوجھ جو ہے پھر حکومت پر، پھر صوبے کے Tax payer کی جیب پر آتا ہے، لہٰذا ہماری ان سے درخواست ہے، کئی کلاس فور کی اپوائنٹمنٹس بھی تھیں جو ایک ایک سال سے جناب سپیکر، دفتروں میں پڑی ہوئی ہیں۔ سر وہ فائل اس چیز کا انتظار کر رہی ہے کہ آنریبل منسٹر صاحب کبھی اس پہ سائن کر لیں گے، اسے کھول کر دیکھ لیں گے تاکہ ان سکولوں اور ان کالجوں میں اپوائنٹمنٹس ہو سکیں، تو مہربانی کرنی ہے جناب، یہ 'پرفارمنس' بڑا کوئسچن ہے۔ اس دفعہ بات یہ ہے کہ کٹ موشنز آئی ہیں ایک ایک ڈیپارٹمنٹ کے متعلق جناب سپیکر، اور آپ سے بھی درخواست ہے کہ ٹائم کی جلدی کریں جناب سپیکر، یہ ٹائم بڑی تیزی سے گزر جاتا ہے، اس نے کسی کا انتظار نہیں کرنا ہے۔ ہمارا کام ہے کہ ہم بجٹ پاس ہونے سے پہلے پہلے ایک تجویز حکومت کے سامنے رکھیں اور اس دفعہ ہم ڈیپارٹمنٹ کی کٹ موشنز بھیجیں اور ایک ایک ڈیپارٹمنٹ کے متعلق یہاں بات کریں گے۔

<u>جناب سپیکر:</u> جاوید عباسی صاحب، جاوید عباسی صاحب۔

<u>جناب محمد جاوید عباسی:</u> جی سر۔

<u>جناب سپیکر:</u> اس پہ آج بڑی تفصیلی میٹنگ ہوئی ہے۔ آپ کے پیر صابر شاہ صاحب اور سارے پارلیمنٹری لیڈرز جتنے بھی ہیں، سب نے شرکت کی ہے۔ یہ آپ کے جو مسائل ہیں انشاء اللہ ان پر کمیٹی بن گئی ہے اور اس پہ کافی پیش رفت آج ہوئی ہے، انشاء اللہ یہ تکلیف دور ہو جائے گی۔

<u>جناب محمد جاوید عباسی:</u> بڑی مہربانی جناب۔ اگر اس پر کوئی بات ہو گئی ہو تو میں بالکل ابھی اپنے الفاظ کا رخ بدل دیتا ہوں۔ بڑی دیر سے آیا ہے معاملہ لیکن اللہ کرے ابھی بھی ٹھیک ہو جائے، تو جناب سپیکر، میں بہت مشکور ہوں، ہاں ایک بات جناب سپیکر یہ کہ ہمارے ہاں 'اکاؤنٹیبلٹی' کا پراسس جو ہے وہ بھی بڑا

Slow ہے، اداروں کے اندر ایک میکینزم ہونا چاہیئے جو ساری چیزوں پہ نظر رکھے۔ ہمارے ہاں بڑی بدقسمتی ہے جو 'ایشورنس' جناب سپیکر اس ہاؤس کے اندر دی جاتی ہے اس پہ بھی 'امپلی منٹیشن' نہیں ہوتا۔ جو کمیٹیز کی Recommendations ہیں، ان پر بھی عمل نہیں ہوتا، جو سوالوں کے جواب یہاں دیئے جاتے ہیں ان پر بھی عمل نہیں ہوتا، تو اگر اس سارے معاملے پر عمل نہیں ہوتا تو جناب ہم کہاں جائیں گے، کس طرح ہم چاہیں گے؟ اتنا بڑا پیسہ جب ہم دے رہے ہیں تو جناب سپیکر، 'اکاؤنٹی بیلٹی' ہونی چاہیئے۔ آج جو مشکل وقت ہے جناب سپیکر، آج ہنسنے سے زیادہ رونے کا اس لئے مقام ہے کہ آج غربت وہاں پہنچ گئی ہے، بیروزگاری اس حد پر ہے کہ ایک آدمی اپنے بچوں سمیت خودکشی کر رہا ہے جناب اس ملک کے اندر، تو کتنا بڑا المیہ ہے اور کتنے بڑے دکھ کی بات ہے اس دور میں جناب سپیکر، جہاں ہم نے بیسویں صدی میں داخل ہو کر ابھی اپنے وہ 'گولز Achieve' کرنے تھے، اس غربت نے جناب سپیکر، گھروں میں ڈیرے ڈالے ہوئے ہیں کہ دو وقت کی روٹی کیلئے، کھانے کیلئے پیسے نہ ہوں اور وہ اپنی بیوی بچوں سمیت خودکشی کر رہا ہو، وہاں جناب سپیکر ہمیں اپنے اخراجات کم کرنے ہونگے، وہاں طرز حکومت ہمیں اپنا 'چینج' کرنا ہوگا جناب سپیکر، جو پیسہ Tax payers کا جا رہا ہے، جن جن ڈیپارٹمنٹ میں جا رہا ہے جناب سپیکر، ان کی 'اکاؤنٹی بیلٹی' کرنی ہوگی، ان سے پوچھنا ہوگا، اس کا 'فالواپ' کرنا ہوگا۔ اگر ہم 'گڈ گورننس' نہ لا سکے جناب سپیکر، ہم بہتر حکومت نہ بنا سکے، ہم نے اگر Free for all، سب کیلئے چھوڑ دینا مناسب سمجھا تو پھر جو باتیں آج اس بجٹ تقریر میں لکھی ہوئی ہیں پھر شاید ان میں کوئی بھی 'امپلیمنٹ' نہ ہو سکے۔ تو میری درخواست ہے کہ جو غریب ہے اس کیلئے آپ نے دیکھنا ہے۔ جناب سپیکر، یہ کافی نہیں ہے کہ ایک روزگار سکیم جو یہاں شروع کی گئی ہے، جب 'فارمر' گورنمنٹ میں بے نظیر بھٹو انکم پروگرام شروع ہوا تو 'سیریس' اس پہ بھی میری Reservation ہمیشہ سے رہی ہیں کہ اربوں روپیہ جو دیا گیا ہے وہ اربوں روپیہ، بلکہ اب کھربوں روپے میں شاید تبدیل ہو گیا ہے، وہ پیسہ بھی Common man تک نہیں پہنچ سکا جناب سپیکر، وہاں ایم این ایز کو دے دیا جاتا ہے، ایم پی ایز کے حوالے ہوتا ہے، ایم پی ایز سے آگے ان کے اپنے آدمیوں کے حوالے ہوتا ہے اور وہ اپنے ناظموں کو دیتے ہیں، اسطرح یہ صرف بندر بانٹ ہے جو اپنے لوگوں میں ہی تقسیم ہوتا ہے۔ تو ہمارے لئے اتنا بڑا پیسہ جو حکومت دے رہی ہے، یہ اگر باچا خان انکم سپورٹ پروگرام بھی اسی طرح کا شروع کیا جاتا ہے تو پھر بہت بہتر ہوتا کہ اگر سب سے غریب بندہ کو بھی اس میں شامل کیا جاتا، سب سے پہلے ان پہ زیادہ توجہ دی جاتی۔

جہاں ہمیں یہ پتہ نہیں کہ حکومت اور وزیر خزانہ صاحب جو Indicators لے رہے ہیں، اب جب ڈویلپمنٹ کی بات آئی اس بھاری بک میں تو مجھے پہلی دفعہ احساس ہوا کہ چارسدہ اور مردان اور کچھ اضلاع جو ہیں، وہ سب سے زیادہ پسماندہ ہیں، میرے نالج میں یہ بات پہلے نہیں تھی، یہ کوہستان اور بٹگرام اور ہنگو سے بھی زیادہ پسماندہ ہیں اور یہ Indicators بھی جو لیے گئے ہیں، یہ کس طرح Indicators لیے گئے، یہ بھی ہمیں شاید پتہ نہ چل سکے لیکن ہمارے جو اضلاع ہیں جناب سپیکر، وہ بہت غریب ہیں پھر وہ چودہ غریب ہمارے صوبے کے جو اضلاع ہیں، ان کو جناب سپیکر اس میں شامل کیا جائے لیکن اس سے بہتر ہوتا کہ اگر کوئی ایسی سکیم، کوئی ایسا پروگرام دیا جاتا کہ آنے والے وقتوں میں جناب سپیکر غربت مکانے کیلئے اور غربت کو اس صوبے سے ہمیشہ رخصت کرنے کیلئے ہوتا تو بہت بہتر ہوتا۔ جناب سپیکر، آپ نے میرا خیال ہے کہ میری اس بات کی بڑی تائید کی ہے جو میں بات کر رہا تھا، تو میں اس کیلئے آپ کا بے حد مشکور و ممنون ہوں۔

<u>جناب سپیکر:</u> شکریہ جی۔

(مداخلت)

<u>جناب محمد جاوید عباسی:</u> نہیں وہ غلط نہیں تھے، بڑی تائید کی ہے۔ جناب سپیکر، جو بجٹ ڈاکومنٹ دیا گیا ہے، وزیر خزانہ صاحب نے یقیناً بڑی محنت کے ساتھ تیار کیا ہے، ان کی ٹیم نے بڑی اس پہ محنت کی ہے۔ ہماری صرف ان سے پرزور اپیل ہے کہ یہ لوگ بڑے ستائے ہوئے ہیں جناب سپیکر، دن رات میں، چوبیس گھنٹوں میں سولہ گھنٹے ہمیں بجلی نہیں ملتی۔ جو محکمہ واپڈا کی یہاں پہ کئی دفعہ میٹنگز ہوئی ہیں، زیادہ سے زیادہ کوشش یہ کرنی ہے جناب، کہ ہمارے اپنے جو ریسورسز ہیں، ان پر ہمیں توجہ دینی ہے۔ بجلی بہت بڑا مسئلہ ہے جناب سپیکر، اور اس سے Relate کرتا ہے کیونکہ کوئی 'فارن انوسٹر' ہمارے پاس نہیں آئے گا اگر ہم ان کو بہتر بجلی نہ دے سکیں، بہتر ماحول نہ دے سکیں، تو اب ضروری ہے کہ ہم اپنی بجلی پیدا کر کے جو ہمارے پاس ریسورسز ہیں اور وزیر خزانہ صاحب نے اس کیلئے پیسے بھی رکھے ہیں، مجھے یقین ہے کہ اس کے پیسے بڑھائے جائیں گے، اس کے پیسے ڈبل کیے جائیں گے اور اگر زیادہ سے زیادہ اور جناب سپیکر۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> جاوید عباسی صاحب! یہ جو دوست رہ گئے ہیں وہ بڑے بیتاب ہیں۔

<u>جناب محمد جاوید عباسی:</u> نہیں، ان کی بیتابی ابھی ختم کرتے ہیں جناب۔

(قہقہے)

جناب محمد جاوید عباسی: یہ جناب سپیکر، غریبوں کی بات، یہ غریبوں کی بات ہم کر رہے ہیں، میرا دل چاہتا تھا کہ یہ بڑی توجہ سے سنیں۔ ہمارے ساتھ ایک اور (شور) جناب، آج وزیر صاحب بیٹھے ہوئے نہیں ہیں۔۔۔۔۔

سید قلب حسن: جناب سپیکر، ہمیں آپ نے دس منٹ بھی نہیں دیئے، دس منٹ بھی نہیں دیئے۔ یہ اتنی دیر سے لگے ہوئے ہیں، ابھی ہمارے کافی ساتھی رہتے ہیں۔

(شور)

جناب سپیکر: اچھا، اس نے پہلے میری تعریف کی تھی نا، آپ نے تعریف نہیں کی۔ (قہقہے) جاوید عباسی صاحب! مختصر کریں۔

(قہقہے)

جناب محمد جاوید عباسی: ان کا تعلق حکمرانوں سے ہے، حکمران اگر تقریر نہ بھی کریں تو کوئی فرق نہیں پڑتا جناب، لہذا ہم کوئی ایسی تنقید نہیں کر رہے، الحمد للہ ہم۔۔۔۔۔۔

(شور)

آوازیں: وہ تو آپ کر رہے ہیں۔

جناب محمد جاوید عباسی: نہیں، ہم صوبے کی بہتری کیلئے جناب سپیکر، بات کر رہے ہیں۔ ہمارے ساتھ بشیر بلور صاحب! ایک بہت بڑی نیکی ہوتی اس وقت، میں نے پہلے بھی اس فلور پر بات کی تھی کہ جناب، یہ جو بجلی کی رائلٹی کا پیسہ ملتا ہے اٹھائیس ارب روپیہ، اٹھائیس کروڑ روپیہ ایک دن میں تربیلا کما کر اس ملک کو دیتا ہے۔ کتنا جناب؟ اٹھائیس کروڑ روپیہ ایک دن میں۔ جناب، وہاں دو سو بتیس ملازمین صرف رکھے ہوئے ہیں، باقی کوئی خرچہ ان سے نہیں لیتا جناب سپیکر۔ کل پیر صاحب نے بھی نشاندہی کی تھی، ہمارے ہاں اس وقت آگ لگی ہوئی ہے۔ جہاں بھی ترقی ہو اس صوبے کے اندر، یہ ہمارا صوبہ ہے ہمیں خوشی ہے لیکن جناب، اگر جسم پر کہیں خراش آجائے، کہیں زخم آجائے تو ساری توجہ وہاں دی جاتی ہے، وہاں سارا دماغ، ذہن اور دل سارا اسی طرف چلا جاتا ہے۔ آج ہزارہ میں ایک ایسا ماحول تھا اور ہم نے یہاں کئی دفعہ کہا ہے، اس ایوان میں میری جناب سپیکر، ریزولیوشن یہاں پینڈنگ ہے کہ اس کا 'ففٹی' پرسنٹ جو پیسہ ہے جناب سپیکر، یہ ہمارے ہزارے کا حق ہے، آج کتنا اچھا ہوگا اگر میاں افتخار صاحب یہ بات میری سن لیں

(قہقہے) یقین کریں یہ منسٹرز اس حکومت کیلئے چیزیں ٹھیک نہیں کر رہے ہیں، یہ سننے کیلئے تیار نہیں ہیں ہماری بات کو، ان حکمرانوں کو کہو کہ ذرا ہوش میں آئیں کبھی ہم بھی بیٹھے تھے ان ایوانوں میں۔۔۔۔

(تالیاں)

جناب سپیکر: ابھی، بس مختصر کریں۔

جناب محمد جاوید عباسی: تو جناب، آج 'ففٹی' پرسنٹ پیسہ جو ہے، 'ففٹی' پرسنٹ پیسہ ہمارا حق ہے۔ ہزارے کے لوگ آج دیکھ رہے ہیں کہ یہ جو وقت کے حکمران ہیں، یہ ہمارے لئے کیا فیصلہ کریں گے، ہماری غربت کو کس طرح دور کریں گے؟ پھر جناب سپیکر، قاضی صاحب اور بلور صاحب فارغ ہوتے ہیں تو پھر میں ایک شعر کہوں گا ان کی خدمت میں:

جس دور میں لٹ جائے زمین غریب کی کمائی اس عہد کے سلطاں سے کوئی بھول ہوئی ہے

جناب سپیکر،۔۔۔۔

جناب غنی داد خان: آپ کا شعر غلط ہے۔

جناب محمد جاوید عباسی: ہمارے لئے وقت ہے کہ آج حکومت کھڑی ہو اور کہے کہ یہ جو رائلٹی کا پیسہ ہے جناب اتنا زیادہ، یہ پچیس بلین میں ہم کچھ کمی کر دیتے ہیں تو کم از کم بارہ بلین جناب، یہ ہزارہ کیلئے مختص ہونا چاہیئے اور ہزارہ کی سکیموں کیلئے رکھنا چاہیئے۔ (تالیاں) یہ پیسہ ادھر آپ کا ہے (تالیاں)

کل جب ایسا معاملہ ملاکنڈ میں تھا، ہم نے کنجوسی نہیں کی، ہم نے اس فلور پہ کھڑے ہو کر کہا ہے کہ اس وقت ملاکنڈ کے امن کیلئے، وہ بھی ہمارے بھائی ہیں، وہ بھی ہمارے دوست ہیں، وہ بھی ہمارے ساتھی ہیں، سارا پیسہ سارا اے ڈی پی ملاکنڈ میں لگ جانا چاہیئے اور الحمد للہ اس اسمبلی کے ممبران نے اس جرات کا مظاہرہ کیا ہے۔ آج مجھے حکومت سے اور آپ سے درخواست ہے کہ اسی سمت پر عمل کیا جائے جو کل اس اسمبلی نے کیا تھا۔ ہمارے دوست نے کل، ہمارا بہت خوبصورت دوست ہے، بہت اچھا دوست ہے، کل جو ہزارے کیلئے انہوں نے ہمارے پراجیکٹس گنوائے ہیں جناب، یہ ضرور بہت اچھے ہیں لیکن یہ آٹے میں نمک کے برابر ہیں جناب، شاید اس سے بھی ذرا کم ہیں اور ہمیں یقین ہے کہ ہمارے زخموں پر مرہم رکھنے کیلئے اور ہزارے کی سوچ کو بدلنے میں، ہزارے کی سوچ تبدیل کرنے میں، وہ سوچ یہاں دھواں دار تقریریں کرنے سے تبدیل نہیں ہو گی میاں صاحب! یہاں ہم کہیں کہ سب اچھا ہے، اس سے تبدیل نہیں

ہو گی۔ اب وقت آ گیا ہے کہ ہم عمل کریں، کوئی ایکشن لیں ان کیلئے، دوستوں کیلئے۔ وہ لوگ جو وہاں غلط پروپیگنڈا کر رہے ہیں، ان کے غلط پروپیگنڈے کو آپ نے ثابت کرنا ہے۔

جناب محمد عالمگیر خلیل: یرہ بس کرہ کنہ، کبنینہ کنہ، نور ھم خبرے کوی۔

(شور، قہقہے)

جناب محمد جاوید عباسی: عالمگیر خان! تیری بصیرت کو سلام۔

Mr. Speaker: No cross talks. Abbasi Sahib-----

جناب محمد جاوید عباسی: کتنا بڑا دل ہے عالمگیر خان کا کہ ہزارے کے معاملہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور حمایت کی ہے اس نے میری، اس نے کہا کہ جو کہتا ٹھیک کہتا ہے، یہی کہا ہے اس نے، حمایت کرتے ہیں ہماری، میں ان کا مشکور ہوں۔

جناب سپیکر: شکریہ جی۔ بشیر بلور! میں بھی سفارش کرتا ہوں کہ ہزارے کا خاص خیال رکھیں، اس دفعہ بجٹ میں بہت خاص خیال رکھیں۔

جناب محمد جاوید عباسی: اس دفعہ ہزارے کے لوگوں کا، ہزارہ اس وقت سوچ رہا ہے، اب وہ وقت آ چکا ہے-----

جناب سپیکر: ابھی نگہت بی بی بہت زیادہ بیتاب نظر آ رہی ہیں، ان کو موقع دیں۔

(شور)

جناب محمد جاوید عباسی: یہ ٹھیک ہے، مجھے لگتا ہے وقت آنے والا ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ ہزارے میں مرہم رکھنے کا بہترین وقت یہ ہے کہ وزیر خزانہ نے اپنی آخری جو 'وائنڈاپ' سپیچ کرنی ہے، اس میں کہیں کہ جو پچیس بلین روپیہ ہزارے کے مرہون منت اس صوبے کو اور اس ملک کو مل رہا ہے، اس میں بارہ ملین روپیہ ہزارے کے لوگوں اور ہزارے کے منصوبوں پر خرچ کریں گے۔ (تالیاں)

یہ 'میسج' اب جائے گا تو جو لوگ سازشیں کر رہے ہیں ہزارہ میں بیٹھ کر، ان کی سازشیں دم توڑ جائیں گی۔ جو لوگ آج پختون اور پختونولی کی بات کرتے ہیں، ان کی سازشیں توڑنے کا سب سے بہترین وقت ہے اور مجھے یقین ہے کہ انشاء اللہ یہ حکومت ان ہی دنوں میں یہ ثابت کرے گی کہ ان کا دل ہزارہ کے لوگوں کے ساتھ دھڑکتا ہے۔ جناب سپیکر، ایک آخری شعر کے ساتھ اجازت چاہونگا مجھے پتہ ہے آپ تنگ ہوئے ہونگے۔

؎ وہی حالات ہیں فقیروں کے

حبیب جالب نے کہا تھا:

؎ وہی حالات ہیں فقیروں کے دن بدلے ہیں فقط وزیروں کے

ہر بلاول ہے دیس کا مقروض پاؤں ننگے ہیں بے نظیروں کے

جناب سپیکر: شکریہ۔ نگہت اورکزئی بی بی۔

سید محمد صابر شاہ: جناب سپیکر، میں ایک ضروری عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: مائیک آن کریں پیر صابر کا۔

جناب محمد جاوید عباسی: غنی داد صاحب! وہ شعر ٹھیک کر کے مجھے بھجوا دیں۔

سید محمد صابر شاہ: جناب سپیکر، گزارش یہ ہے کہ اس دن بجٹ تقریر میں جناب اکرم خان درانی صاحب نے، یہاں ہمارے جو بھائی ہیں میڈیا سے جن کا تعلق ہے، ان کے حوالے سے بات کی۔ میں پہلے تو ان کو خراج تحسین پیش کرونگا کہ ان کے دور میں یہ میڈیا کالونی جو تھی، اس کیلئے Initiative لیا گیا اور اس کیلئے رقوم بھی اور شاید جگہ کا تعین بھی ہوا، میں یہ نہیں کہتا، اس دور میں بھی جو سنجیدگی میں دیکھ رہا ہوں یقیناً ہماری موجودہ حکومت بھی اس معاملے میں سنجیدہ ہے کہ ہمارے ان بھائیوں کیلئے جو کالونی ہے، میڈیا کالونی، اس کو عملی شکل پہنانے کیلئے یقیناً موجودہ حکومت بھی اتنی ہی مخلص ہے جتنا کہ درانی صاحب نے جس جذبے کے ساتھ اس کو شروع کیا لیکن جناب سپیکر، حقیقت یہ ہے کہ میڈیا کے جو ہمارے بھائی ہیں، ہمارے ساتھی ہیں، آج ایوان کے اندر، چاہے جہاں بھی کوئی بات ہو، میڈیا کے ذریعے سے پوری دنیا تک ہماری قوم کو جو بات پہنچتی ہے، اس میں بنیادی کردار ہماری میڈیا کا ہے۔ آج اس ہاؤس کے اندر مختلف علاقوں سے مختلف خیالات سب یہاں پہ لا کر ہم پیش کرتے ہیں تو اگر یہی میڈیا ہمارا ساتھ نہ دے، ہمارے ساتھ تعاون نہ کرے، اس معزز ایوان کے بارے میں یہ کہنا شاید استحقاق کی بات ہو، اس معزز ایوان کے حوالے سے یہ بات نہ لی جائے لیکن اگر Otherwise ہم دیکھیں تو اگر میڈیا Properly ہمارے خیالات کی Projection نہ کرے تو پھر وہ نقار خانے میں طوطی کی جو مثال ہے، میں اس ہاؤس کے حوالے سے نہیں کہونگا کیونکہ اس کا اپنا تقدس ہے لیکن Overall جہاں بھی کہیں پہ، کسی بھی فورم پہ بات ہو گی تو وہ باتیں محض نقار خانے میں طوطی کی آواز کی صورت اختیار کر جاتی ہیں، تو مجھے جو توقع ہے اور میں حکومت سے فوری طور پہ یہ (خواست) کرتا ہوں کہ میڈیا کے ہمارے جو ساتھی ہیں، ان کیلئے ایک میڈیا

کالونی ہے،اس پہ کم از کم ہاؤس کو، کل بھی جو شباب صاحب نے تقریر کی تو میرا خیال تھا کہ اس چیز کو اہمیت دی جائے گی اور اس پر خاطر خواہ، یہ جو آواز اٹھی ہے اور اس کو ہم نے کافی سمجھا تھا کہ اپوزیشن لیڈر کی طرف سے ایک دفعہ بات ہو جائے۔ میں نے شیرپاؤ صاحب سے بھی بات کی تو انہوں نے کہا جی کہ اخلاقی طور پہ، چونکہ اپوزیشن لیڈر نے بات کی ہے، ہم اس پر بات نہیں کرنا چاہتے لیکن کل جب میرے بھائی شباب صاحب نے بات کہی اور انہوں نے بڑا احاطہ کیا ہر تقریر کا، اس ہاؤس کے اندر جتنی بھی تقاریر ہوئیں ان کا تقریباً تقریباً انہوں نے جواب دیا جو کہ ہمیشہ وزیر اعلیٰ صاحب دیا کرتے ہیں یا اس کے بعد پھر سینیئر وزیر دیتے ہیں، جس پر میں انہیں بھی مبارکباد دیتا ہوں، اللہ کرے کہ ان کی پروموشن ہو (قہقے) لیکن کل میڈیا کے حوالے سے۔۔۔۔

جناب سپیکر: آج میاں افتخار صاحب بیٹھے ہیں، میاں افتخار صاحب کچھ کہیں گے اس پہ۔

سید محمد صابر شاہ: ان کو سینیئر وزیر بنایا جائے۔ کل میڈیا کے حوالے سے جناب سپیکر، مجھے دکھ ہے اس بات پہ کہ کل میڈیا کے حوالے سے جو اتنا اہم 'ایشو' اس ہاؤس میں اٹھایا گیا تھا، اس پہ کچھ مناسب جواب نہیں ملا۔ آج چونکہ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے سینیئر منسٹر صاحب بھی موجود ہیں، ہمارے انتہائی یعنی Talented وزیر ہیں اس صوبے کے، ہم ان پہ فخر کرتے ہیں کہ یہ ہر چیز پہ نظر رکھتے ہیں، تو آج وہ بھی موجود ہیں، میں یہ گزارش کرونگا اور میں ہاؤس سے اس کی Approval بھی چاہونگا کہ دیکھیں جی، یہ جو Down payment ہم نے صحافیوں کیلئے کہ جی، آپ Down payment کریں گے، جناب سپیکر، سچی بات یہ ہے کہ جن حالات کے اندر یہ ہمارے لئے کام کرتے ہیں اور جن اداروں سے یہ منسلک ہیں، یہ تو ہمیشہ اپنے لئے روتے رہتے ہیں، یہ ایوارڈز جو ہوتے ہیں ان کے 'ویج بورڈ' کے ایوارڈز، ان پہ روتے رہتے ہیں اور اس پر کچھ سو روپے کی خاطر جلوس بھی نکالتے ہیں، یہ ساری باتیں اور وہ Compensation جو ہونی چاہیئے، جن اداروں سے ان کا تعلق ہے وہاں سے بھی Compensation نہیں ہوتی اور اس ہاؤس سے جو چولی دامن کا ساتھ ہے، میڈیا اور ہمارا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ آج ہم جو بات کریں اگر یہ اپنا قلم رکھ کر اس سے انکار کر دیں تو جناب ہماری تمام چیزیں بیکار ثابت ہوتی ہیں۔ تو یہ اس اہم پرزے کی خاطر، اس اہم ادارے کی خاطر میں کہونگا کہ جو پچاس ہزار کی Down payment ہے، خدا کیلئے اس کو بھی ختم کریں اور ان کیلئے جو میڈیا کالونی ہے، اس کی جتنی جلدی ہو سکے ان کو الاٹمنٹ ہو اور اس کو Properly اس پہ کام کرنے کیلئے، میں یقین رکھتا ہوں، حکومت کی طرف سے ایک Positive response ہونے

کیساتھ اس معزز ایوان کا میں تعاون چاہتا ہوں کہ پورے ہاؤس سے جو گزارشات میں نے کی ہیں، یہ ہاؤس میرے ساتھ متفق ہے (تالیاں) میں مشکور ہوں اپوزیشن کا جنہوں نے تعاون کا اظہار کیا۔ آپ سے بھی میری گزارش ہے کہ آپ اس پر اپنے خیالات کا اظہار فرمائیں۔

جناب سپیکر: انشاء اللہ کریں گے۔ نگہت اورکزئی بی بی۔

میاں افتخار حسین (وزیر اطلاعات): جناب سپیکر، میں اس پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

Mrs. Nighat Yasmin Orakzai: Janab Speaker, thank you very much.

جناب سپیکر: ابھی؟

وزیر اطلاعات: جی۔

جناب سپیکر: نگہت بی بی! آپ تھوڑا سی بیٹھ جائیں۔ جی، میاں افتخار صاحب! نو دا ٹول به Sum up کوئ کنه، بیا نور هم ډیر دی۔

وزیر اطلاعات: نہ، مجھے پتہ ہے، میں تو اسی کا جواب دینا چاہ رہا ہوں، میں تو تین دن سے بجٹ کے حوالے سے انتظار میں تھا آپ نے مہربانی نہیں کی، آج چونکہ یہ ڈائریکٹ مجھ سے مخاطب ہوئے تو میں۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی، جی بسم اللہ۔

وزیر اطلاعات: یہ میری مجبوری ہے اور میں بھی ہاؤس کی وساطت سے آپ سے فرما رہا ہوں۔ سب سے پہلے تو یہ ہے جی، کہ میڈیا کالونی کے حوالے سے بات کی پوائنٹ آف آرڈر پر کافی لمبی چوڑی تقریر ہوئی۔ میڈیا کالونی کا نام چونکہ درانی صاحب نے خود یہاں پر تقریر کرتے ہوئے کہا تھا کہ میرا نام اس سے ہٹایا جائے، ریکارڈ پہ ہے لیکن ہم نے نہیں ہٹایا۔ اس دفعہ بھی جو نام آیا تو نام انہی کا ہوگا، 'درانی کالونی' ہی نام اس کا ہوگا۔ چونکہ انہوں نے کہا کہ میڈیا درانی کالونی، (مداخلت) نہیں، میں اس کا تسلسل سے جواب دینا چاہ رہا ہوں، میں خلوص نیت سے یہ بات کہہ رہا ہوں۔ چونکہ مردان میں بھی ایک کالونی بنی تھی، میڈیا کالونی، اس پہ بھی حیدر کالونی کا نام رکھنا تھا تو ہم نے کہا کہ یہ مردان کالونی ہونی چاہیئے لیکن چونکہ درانی صاحب نے خود یہاں پہ آغاز کیا تھا اور انہی کے نام پہ تھا، اگر کچھ اس میں ٹیکنیکل غلطی ہوئی بھی ہے تو میں حکومت کی طرف سے یہی کہہ رہا ہوں کہ اس کا نام 'درانی میڈیا کالونی' ہے اور یہ رہے گا، ہم کوئی اس میں ترمیم کرنا نہیں چاہتے۔ چونکہ اس وقت یہ سات مرلے پلاٹس تھے اور اب جو ہم نے فیصلہ کیا تو یہ دس مرلے کا پلاٹس ہیں (تالیاں) آپ خود اندازہ لگائیں اور جو کچھ میں نے کیا ہے، میڈیا کی تنظیم کے جو ساتھی ہیں، ان سے مل بیٹھ کر کیا ہے اور یہ تمام جو بھی آپ یہاں پر فرما رہے ہیں، ان کی مرضی

سے بہت حد تک ہم نے کم کر کے، ریکارڈ پہ جو تھا وہ دولاکھ سے اوپر اس کی Down payment بن رہی تھی، میں نے یہ پچاس ہزار تک اس لئے کی کہ یہ ان کی دسترس میں تھی (تالیاں) اور یہ ان کی مرضی پہ کی۔ خدارا Nominal چیز، ایسی باتوں میں Attraction زیادہ ہوتی ہے، کچھ حقائق بھی ہوتے ہیں جو کسی طور ان کو تسلیم بھی کرنا پڑتا ہے کہ حکومت کو بہت کچھ کرنا پڑتا ہے۔ یہ بھی ہمارے ساتھی ہیں، ہم سے جو کچھ ہو سکا ہم نے کیا، اب یہ Down payment ان کی مرضی سے اور اقساط جو ہیں وہ بھی ان کی مرضی سے ہم نے طے کی ہیں، نہ خود طے کی ہیں نہ کوئی زبردستی کی ہے۔ بہت مشوروں کے ساتھ، تقریباً تقریباً اس پہ سات مہینے ہمارے لگے اور یہ کافی طوالت اختیار کر چکا اور اس سے قبل یہ عدالت میں کیس تھا اس کی وجہ سے طوالت اختیار کر چکا۔ اب کوئی نئی بات اس میں آئے گی تو اس میں تو Attraction ضرور ہوگی لیکن مزید طوالت اگر ہوگی تو اس زمین کو بھی آپ کو پتہ ہے کہ کس طریقے سے لینا ہے، کس طریقے سے 'ڈویلپ' کرنا ہے، کس طریقے سے ان کو جانا ہے؟ میں ان تفصیلات میں جانا نہیں چاہتا، میرے میڈیا کے ساتھی اس سے بالکل بخوبی واقف ہیں۔ اگر آپ لوگوں کا اصرار ہے اور اس میں مزید ہم ان کے ساتھ بیٹھ کر، ہم سے جو کچھ بھی ہو سکے گا ہم ضرور کرینگے لیکن حالات کو مدنظر کر بات کرنی چاہیئے۔ بڑی مہربانی شکریہ۔

<u>جناب سپیکر</u>: شکریہ جی۔ نگہت اورکزئی بی بی۔

<u>سید محمد صابر شاہ</u>: جناب سپیکر سر، انہوں نے بڑی اچھی بات کی لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ یہ Down payment اگر۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر</u>: نہیں، جب انہوں نے خود آپس میں بیٹھ کر ایک بات کو ختم کیا ہے جی۔۔۔۔۔

<u>سید محمد صابر شاہ</u>: لیکن صحافیوں کو قرضے کی ایک سہولت دی جائے بلاسود یا انسٹالمنٹس کے اندر کر دیا جائے تو میرے خیال میں یہ مناسب ہوگا اور بلاسود اگر قرضہ بھی دے دیں تو یہ انسٹالمنٹس میں حکومت کو رقم بھی واپس آ سکتی ہے، تو میں گزارش کرونگا، بہت Genuine مسئلہ ہے، اس مسئلہ کو ہم کبھی بھی نہیں لیتے لیکن مسئلہ بڑا Genuine ہے جناب سپیکر، ہمیں بڑی سنجیدگی سے لینا ہوگا، تو میری یہ جو دو تجاویز ہیں اگر آپ اس پر بات کر سکیں تو بہتر ہوگا۔

<u>جناب سپیکر</u>: ٹھیک ہے، شکریہ جی۔ نگہت اورکزئی بی بی۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: شکریہ جناب سپیکر صاحب۔ تمام پوائنٹس جاوید عباسی صاحب اور صابر شاہ صاحب نے تو میرے دماغ کے بکس سے اڑا دیئے ہیں کیونکہ جب ایک آدمی تقریر کیلئے تیار ہوتا ہے تو پھر اس کے بعد یہ Cross talking شروع ہو جاتی ہے۔ میڈیا کالونی کے حوالے سے سب لوگوں نے ہی بات کرنی تھی کیونکہ میڈیا ایک ایسا ہمارا ادارہ ہے کہ جس کے بغیر نہ صرف ہم بلکہ عام لوگ بھی جو ہیں، وہ اس کے بغیر نامکمل ہیں۔ بہر حال میں اپنی تقریر پہ آتی ہوں جناب سپیکر صاحب۔ جناب سپیکر صاحب، یہاں پہ ایک بات ہوئی کہ روزانہ ہم حکومت کا دیدار کر لیں تو یہ بہت اچھی بات ہو گی۔ جناب سپیکر صاحب، میں یہ سمجھتی ہوں کہ اگر جاوید عباسی صاحب اپنے پارلیمانی لیڈر پیر صابر شاہ صاحب سے کہیں کہ وہ ہمارے ساتھ اگر ریکوزیشن پہ سائن کر دیں تو یہ اجلاس روزانہ کے روزانہ ہم بلایا کرینگے (تالیاں) یہ تو وہی بات ہے کہ:

؎ نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

پھر جناب سپیکر صاحب، جاوید عباسی صاحب اور میرے تمام ہزارہ کے جتنے بھی یہاں پہ بھائی بیٹھے ہوئے ہیں جو الیکٹ ہو کر آئے ہیں اور ظاہر ہے کہ ہر ایک آدمی کو اپنی سرزمین سے محبت ہوتی ہے، ہزارہ کے بارے میں سب کچھ کہا جا چکا ہے اور میں یہاں اس فلور آف دی ہاؤس پہ آج پہلی مرتبہ، پچھلے پانچ سالوں میں درانی صاحب ہمارے وزیر اعلیٰ تھے لیکن آج میں پہلی دفعہ حیدر خان ہوتی کو سلوٹ پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے تمام وسائل اگر اپنی طرف لے گئے تو یہ ان کا حق تھا کیونکہ سب سے پہلے آدمی اپنے مکان کو دیکھتا ہوں، اپنی جگہ کو دیکھتا ہے، جہاں سے اسے الیکٹ کیا جاتا ہے۔ وہاں اگر وہ وسائل لیکر گئے ہیں تو یہ ان کا حق تھا اور انہوں نے اپنا حق بخوبی نبھایا۔ جناب سپیکر صاحب، اسی طرح جس طرح ہزارہ کی بات ہو رہی ہے، ہزارہ سے دو دفعہ نواز شریف صاحب پرائم منسٹر آف پاکستان منتخب ہوئے۔ اسی طرح چار وزیر اعلیٰ، ان میں سے میں نام لیکر یہ بات کرونگی کہ اقبال خان صاحب، راجہ جارج سکندر، صابر شاہ صاحب اور مہتاب خان عباسی، کیا انہوں نے ان ہزارہ کے لوگوں کی تکالیف کا ازالہ نہیں کیا؟ اگر نہیں کیا تو یہ ان کی * ہے (تالیاں) جناب سپیکر صاحب، یہاں پر میں ایک بات کرونگی۔۔۔

(قطع کلامی)

جناب شاہ حسین خان: یہ * کی بات غلط کی، وہ تو فوت ہو گئے ہیں نا۔

* بحکم جناب سپیکر حذف کئے گئے۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: یہ * کی بات میں نے یہ۔۔۔۔

جناب سپیکر: شاہ حسین صاحب! ڈسٹرب نہ کریں۔

جناب عنایت اللہ خان جدون: یہ غلط بات ہے نا۔۔۔۔(شور)

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: میری بات سنیں، یہ غلط بات نہیں ہے، میں نے آپ لوگوں کی تقاریر میں کوئی Interruption نہیں کی اور کوئی Interruption آپ نہیں کرینگے۔ جناب سپیکر صاحب، آپ ان کو یہ کہہ دیں کہ میں نے ان کی تقاریر میں کوئی Interruption نہیں کی۔

جناب عنایت اللہ خان جدون: یہ غلط اور غیر پارلیمانی باتیں کر رہی ہیں۔

جناب سپیکر: آپ بیٹھ جائیں جی۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: میں بالکل پارلیمانی Language میں بات کر رہی ہوں جناب سپیکر صاحب۔ میرے لیڈر کے متعلق جو کچھ انہوں نے فرمایا، انہوں نے جو کچھ کہا، چودھری شجاعت حسین صاحب ہزارہ گئے تو وہاں کے لوگوں کے زخموں پر نمک لگانے کیلئے گئے تھے، وہاں پر وہ آگ لگانے کیلئے نہیں گئے تھے اور جناب سپیکر صاحب، ایک اور بات پاکستان پیپلز پارٹی، پاکستان پیپلز پارٹی شیرپاؤ، پاکستان تحریک انصاف۔۔۔۔

(شور)

ایک آواز: وہ زخموں پر نمک لگانے گئے تھے۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: نہیں، نمک لگانے نہیں گئے وہ زخموں پر مرہم لگانے گئے تھے، وہ زخموں پر مرہم لگانے گئے تھے۔ یہ چونکہ آپ ہی نمک، نمک کہہ رہے ہیں تو شاید میرے منہ سے یہ اتفاقی طور پر نکل گیا ہو گا۔ وہ وہاں زخموں پر مرہم، اور جناب سپیکر صاحب، جو لوگ زخموں پر نمک لگانے کیلئے گئے تھے ان کو تو ہری پور سے آگے ہزارہ کے غیور عوام نے جانے تک نہیں دیا، وہ ہیلی کاپٹروں کے ذریعے وہاں پر اترے۔ جناب سپیکر صاحب، میں پاکستان مسلم لیگ (ق) کی ایک 'الیکٹڈ' ممبر ہوں یہاں پہ لیکن مہتاب عباسی کو سلوٹ کرونگی کہ جنھوں نے اپنے قائدین سے یہ کہا کہ یہ وقت خیبر کا یا پختونخوا کا نہیں ہے، اس وقت ہم دہشت گردی کا مقابلہ کر رہے ہیں اور اس دہشت گردی کے وقت اور اتنے Important وقت

* بحکم جناب سپیکر حذف کیا گیا۔

میں مہتاب عباسی کو دو دفعہ نہیں، تین دفعہ نہیں، چار دفعہ سلوٹ کرونگی کہ وہ اپنے ایک اصول پر قائم رہے اور انہوں نے استعفیٰ دے دیا، حالانکہ ان کو بار بار یہ کہا گیا کہ آپ استعفیٰ واپس لے لیں لیکن انہوں نے ہزارہ کے عوام کیلئے، جناب سپیکر صاحب، ہم ہزارہ کے بغیر نہیں رہ سکتے۔ ہزارہ ہو، بٹگرام ہو، ڈی آئی خان ہو، یہاں پر بنوں ہو، چترال ہو، یہ ہمارے صوبے کے رنگ ہیں۔ یہ ہمارے صوبے کے پھول ہیں اور اگر ان میں سے کوئی پھول بھی مسل جاتا ہے تو اس گلدستے میں کوئی شادابی، کوئی تروتازگی نہیں رہتی ہے جناب سپیکر صاحب۔ (تالیاں) جناب سپیکر صاحب، میں یہاں پر ایک اور بات بھی کہنا چاہونگی کہ کل پیر صابر شاہ صاحب نے جو کہ میرے بہت محترم ہیں، سینیئر لیڈر ہیں اور پاکستان مسلم لیگ (ن) کے قائد ہیں، انہوں نے یہاں پر ایک بہت اچھی بات کی لیکن اس اچھی بات کیساتھ انہوں نے ان لوگوں کا نام نہیں لیا جنہوں نے یہ کہا تھا کہ اگر پختونخوا کا یہ نام منظور نہیں ہوتا تو ہم پاکستان کے ساتھ رہنا گوارہ نہیں کرتے۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ اگر وہ سچائی بھی بیان کر دیتے تاکہ ہمارے سامنے بھی ان لوگوں کے نام آجاتے جناب سپیکر صاحب۔ جناب سپیکر صاحب، مسلم لیگ (ن) کے ساتھیوں نے ہزارہ کی نمائندگی اچھے طریقے سے نہیں کی، اگر اچھے طریقے سے کی ہوتی تو آج چونکہ مہتاب عباسی صاحب نے استعفیٰ اس لئے دیا کیونکہ وہ اس کمیٹی کے واحد پاکستان مسلم لیگ کے ممبر تھے اور ہماری پارٹی نے ان سے یہ کہا تھا، ہماری پارٹی کو کسی وقت پر بھی اعتماد میں نہیں لیا گیا تھا، میں صرف ریکارڈ کی درستگی کیلئے یہ بات کرونگی کہ صرف دو پارٹیاں اے این پی اور پاکستان مسلم لیگ (ن)، ان لوگوں نے یہ فیصلہ کیا اور ہماری پارٹی کو کسی مرحلے پر بھی اعتماد میں نہیں لیا گیا کہ آپ کوئی نام پیش کریں اور جس دن اے این پی والے میرے محترم قائد چوہدری شجاعت حسین صاحب سے ملنے کیلئے ان کے گھر گئے تو رات کو 'خیبر پختونخوا' کا اعلان ہو گیا جناب سپیکر صاحب، اور اس کے دوسرے دن چونکہ یہ حالات بگڑتے گئے، ہم ہزارہ کے لوگوں کے ساتھ ہیں لیکن جناب سپیکر صاحب، یہ بار بار کہنا کہ چوہدری شجاعت حسین نے وہاں پر قتل کروائے ہیں، وہاں پر لوگوں کو زخم دیئے ہیں، جناب سپیکر صاحب، یہ وہی لیڈر ہیں جب ملٹری نے 'ٹیک اوور' کر لیا تھا تو محب وطن پاکستانی کی طرح اپنی سرزمین پر ڈٹا رہا، یہاں سے 'ریڈ' کارپٹوں تک نہیں پہنچا جناب سپیکر صاحب۔ بہر حال جناب سپیکر صاحب، میں ایک دفعہ پھر اپنی افواج پاکستان اور حیدر ہوتی صاحب کا شکریہ ادا کرونگی کہ آج جو امن و امان کی بگڑتی ہوئی صورتحال ہے، ان میں ہماری افواج پاکستان نے اور ہمارے وزیر اعلیٰ نے، ہمارے صوبے کے وزیر اعلیٰ نے اس پر بہت حد تک قابو پا لیا ہے اور ہماری دعا ہے کہ یہ قابو رہے اور

ہماری دہشت گردی ختم ہو جائے جناب سپیکر صاحب۔ جناب سپیکر صاحب، میں وزیر خزانہ صاحب سے آپ کے توسط سے ایک بات ضرور کہونگی کہ جب ہمارے ملک میں بے نظیر بھٹو صاحبہ شہید، ہماری قائد تھیں، سب کی قائد ہیں اس میں کسی کو کوئی شبہ نہیں ہونا چاہیئے، جب وہ دو دفعہ وزیر اعظم بنیں، جب ہمارے ملک میں افواج پاکستان میں ایک عورت جنرل بنی، جب ہماری افواج پاکستان میں عورتیں شانہ بشانہ افواج پاکستان کے ساتھ ٹریننگ لینے لگیں، جب پائلٹ بنیں، جب ڈاکٹر بنیں تو کیا یہاں پر بیٹھی ہوئی آپ کی بہنوں کا حق نہیں تھا کہ آپ کے ساتھ بجٹ میں آپ مشاورت کیلئے انہیں بلا ہی لیتے تاکہ وہ آپ کی مشاورت میں مدد کرتیں کیونکہ ایک عورت ہی گھر کا وزیر خزانہ ہوتی ہے اور اسکو یہ پتہ ہوتا ہے کہ اپنے گھر کو کیسے چلانا ہے اور جب گھر کو وہ اچھے طریقے سے چلا سکتی ہے تو، اس ملک کو دو دفعہ ایک عورت نے چلایا جس کا نام بے نظیر بھٹو شہید تھا، میں سمجھتی ہوں کہ اب یہ وقت آگیا ہے کہ یہاں پر عورت کو صرف مذاق کا نشانہ نہ بنایا جائے کہ جب وہ اٹھتی ہے تو ہر طرف سے مذاق کی آوازیں آنی شروع ہو جاتی ہیں، عورت یہاں پر جب آئی ہے اور ہماری پارٹیوں نے، سب پارٹیوں نے ملکر، اور اس میں ہماری پارٹی کا کردار یہ رہا ہے کہ اس نے عورتوں کو یہاں پر تناسب کے لحاظ سے نمائندگی کا حق دیا ہے تو اس نمائندگی کو کوئی مائی کا لال 'چیلنج' نہیں کر سکتا، یہاں پر ہم آئے ہیں اور ہم یہاں پر اپنی نمائندگی کرتے رہیں گے۔ کب تک آپ لوگ ہمیں دیواروں سے لگاتے رہو گے اور کب تک آپ لوگ یہ سمجھتے رہو گے کہ یہ Reserve seats سے آئی ہوئی ہیں؟ جبکہ میں یہاں پر یہ بھی واضح کر دوں کہ آج کا یہ جو بجٹ ہے اس بجٹ میں اگر آپ دیکھیں تو وزیر خزانہ صاحب نے یہ لکھا ہوا ہے کہ ہمارے صوبے میں ہم نے منتخب نمائندگان سے جو ہے مشاورت کی ہے جس میں کہ کوئی عورت شامل نہیں ہے۔ مردوں نے بھی یہی شکایت کی ہے اور عورتوں نے بھی یہی شکایت کی ہے، میں کر رہی ہوں کہ اس میں کسی کو بھی مشاورت کیلئے نہیں بلایا گیا۔ جناب سپیکر صاحب، میں سمجھتی ہوں کہ یہاں پر جو سب سے زیادہ کرائسز، جو سب سے زیادہ لوڈ ہوتا ہے، قربانی دینے کا جب وقت آتا ہے جناب سپیکر صاحب تو اس وقت صرف دو فورسز فرنٹ پر ہوتی ہیں: ایک ہوتی ہے پولیس اور دوسرا ہوت ہے میڈیا۔ چونکہ پولیس لڑ رہی ہوتی ہے اور میڈیا ہر جگہ پر 'کوریج' کر رہا ہوتا ہے، جناب سپیکر صاحب، یہاں پر جو میڈیا کالونی کی بات ہوئی، اس پر پہلے سے یہ Notes میرے پاس موجود تھے کہ ان لوگوں کو باقاعدہ طور پر جو فنڈ ہے، جو درانی صاحب نے اعلان کیا تھا، ایک اچھا اقدام تھا اور اب جب حیدر ہوتی صاحب نے اعلان کیا ہے یہ بھی اچھا ہے اور حیدر ہوتی صاحب کو چاہیئے کہ وہ پورے

صوبے میں جہاں جہاں پر، چونکہ یہ لوگ وہ لوگ ہیں جو اپنی جانوں کی بازیاں لگا کر، یہ جا کر 'کوریج' بھی کرتے ہیں اور یہ ان بم دھماکوں میں اور انہی پولیس کی شیلنگ میں کھڑے ہو کر تمام مناظر جو ہیں، اپنی قوم کو حقائق سے آگاہ کرتے ہیں جناب سپیکر صاحب۔ جناب سپیکر، پولیس کی بات جب آئی ہے تو اس میں مجھے افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے، باقی پر تو میں حکومت کو داد دیتی ہوں کہ انہوں نے پچاس پرسنٹ جو تنخواہیں بڑھائی ہیں جناب سپیکر صاحب، اس پر حکومت تو بے شک قابل تحسین ہے لیکن جناب سپیکر صاحب، پولیس کی جو پچاس پرسنٹ تنخواہیں نہیں بڑھائی گئی ہیں تو اس کی Reason یہ رکھی گئی تھی کہ اس کی پہلے سے تنخواہیں بڑھ گئی تھیں لیکن جناب سپیکر صاحب، وہ تنخواہیں تو نہیں بڑھی تھیں، وہ تو ان کو ایک طریقے سے انکی قربانیوں کا صلہ دیا گیا کیونکہ اس وقت دہشت گردی ایک عروج پر تھی۔ اگر ہم آج پولیس کو اس حساب سے کہہ دیتے ہیں کہ چونکہ ایک دفعہ تو آپ کی تنخواہیں بڑھ گئی ہیں، ابھی ہم آپ کی تنخواہیں نہیں بڑھا سکتے ہیں تو جناب سپیکر صاحب، پولیس کا مورال جو ہے تو وہ 'ڈاون' ہو جائیگا اور وہ پھر سے اسی سٹیج پر آجائے گا۔ تو میں وزیر اعلیٰ صاحب سے، سینیئر منسٹروں سے اور میں آپ سب سے، ایوان کے جتنے بھی اقتدار میں لوگ بیٹھے ہوئے ہیں، میں ان سب سے اپیل کرتی ہوں کہ خدارا پولیس کی تنخواہوں میں اضافے کیلئے کوئی نہ کوئی طریقہ نکالیں اور آپ کے پاس فنڈز آئیں گے، جب آپ لوگ اپنے لوگوں کو تیار کریں گے کہ وہ جائیں اور وہ شہادت قبول کر لیں، وہ وہاں پر غازی بنیں تو میرا خیال ہے کہ اس میں پولیس کیلئے ضروری ہے کہ انکی تنخواہیں بڑھائی جائیں۔ جناب سپیکر صاحب، تعلیم کے معاملے میں بہت زیادہ پیسہ رکھا گیا، ہمیں اس بات کی بھی خوشی ہے کہ تعلیم کے بارے میں، آپ سمجھ رہے ہونگے کہ آج میں تنقید نہیں کر رہی ہوں لیکن جناب سپیکر صاحب، جب اچھی بات ہوتی ہے تو وہاں پر تنقید کرنے کی بات ہی نہیں ہوتی۔ ہماری تو بدقسمتی یہی رہی تھی ہماری گورنمنٹ کی کہ ہمیں اچھی اپوزیشن ہی نہیں ملی تھی لیکن آپ کی گورنمنٹ کو اچھی اپوزیشن ملی ہے کہ وہ اس کو ساتھ ساتھ تجاویز بھی دے رہی ہے اور ساتھ ساتھ جمہوری عمل کو آگے بھی بڑھا رہی ہے۔ ہم لوگ تو وہ جمہوری لوگ ہیں کہ جو چاہتے ہیں کہ سلسلہ چلتا رہے، بجٹ پر بجٹ پیش ہوتے رہے اور ہمارے اچھے منتخب نمائندے سامنے آتے رہیں تاکہ اس ملک پاکستان کو جو کہ میرے قائداعظم کا ملک ہے اور اس نے بنایا ہے جناب سپیکر صاحب، یہ جب آگے بڑھے تو ہم ان لوگوں تک، ان ملکوں تک پہنچ سکیں گے کہ جہاں پر ایجوکیشن بھی فری ہوتی ہے، جہاں پر لوگوں کو Facilities بھی ہوتی ہیں جہاں پر Day Care Center میں جب عورتیں اپنے بچوں کو چھوڑ کر جاتی ہیں تو وہاں

بھی سارا کچھ ان کیلئے فری ہوتا ہے جناب سپیکر صاحب۔ میں ایک ملک کی متمنی ہوں اور اگر انشاء اللہ ایسی جمہوریت چلتی رہی تو ایسا ہی ہمارے پاس میکینزم آئیگا اور ایسا ہی ملک ہمارے لئے ہو گا جناب سپیکر۔ جناب سپیکر صاحب، یہاں پر ایک بات ہوئی ہے خواتین کے لحاظ سے، میں آخری پوائنٹ، چونکہ بجٹ پر اتنی زیادہ باتیں ہو چکی ہیں کہ میں ان کو Repeat نہیں کرنا چاہتی۔ جناب سپیکر، اس پوری کتاب کو ہم نے اٹھا کر دیکھا ہے، بلکہ تمام خواتین نے دیکھا ہو گا، اس میں کسی بھی پول میں (فنڈ) کسی عورت کی خواہش پر نہیں دیا گیا یا کسی عورت کو نہیں دیا گیا۔ اس میں کوئی سکول کسی عورت کو نہیں دیا گیا، اس میں کسی قسم کا کوئی ایسا پراجیکٹ نہیں ہے جو کہ عورت کو دیا گیا ہو، جو منتخب ہو کر اس ایوان میں بیٹھی ہے جناب سپیکر صاحب۔ جناب سپیکر صاحب، ایک حلقے کیلئے تو یہاں پر میرے ممبران اٹھ کر کہتے ہیں کہ ہمیں اتنی کلو میٹر روڈز بھی دی جائیں، ہمیں سکول بھی دیئے جائیں، ہمیں یہ بھی دیا جائے اور لڑتے ہیں، جھگڑتے ہیں لیکن جناب سپیکر صاحب، آج سات سال ہو گئے ہیں کہ ہم ان ایوانوں میں اگر بیٹھے ہوئے ہیں، جناب سپیکر، ہم تو پورے صوبے کی نمائندگی کرتے ہیں اور پورا صوبہ ہمارے پاس آتا ہے کہ ہمیں پانچ لاکھ کی گلی بنا دیں، ہمارے پریشر پمپس لگا دیں، چونکہ ہماری جماعت اگر اپوزیشن میں ہے تب بھی Expectations ہیں ہم سے اور اگر ہم اقتدار میں ہیں تو تب بھی ہم سے Expectations ہیں، ہمیں نہ دیں کیونکہ آپ نے عورت کو تو ابھی تک اپنے برابر سمجھا ہی نہیں ہے اور انشاء اللہ وہ وقت آئیگا کہ عورت ان کے برابر ہو کر رہے گی لیکن جناب سپیکر صاحب، میں بڑے مؤدبانہ انداز میں، میں بڑے مؤدبانہ انداز میں جناب وزیر اعلیٰ صاحب سے یہ درخواست کرتی ہوں کہ کم از کم عورتوں کا اور ینارٹی کا فنڈ تعمیر سرحد میں ایک کروڑ سے تین کروڑ کر دیا جائے تاکہ اگر ان کے پاس پورے صوبے کے لوگ آتے ہیں تو وہ ان لوگوں کو Compensate کر سکیں کیونکہ اس طریقے سے ہمارے اوپر جو پریشر ہوتا ہے تو ہم اس کو سہہ نہیں سکتے ہیں جناب سپیکر صاحب۔ جناب سپیکر، روڈز کی بات آئی ہے تو جناب سپیکر صاحب، ایک بہت اہم بات میں، بلور صاحب یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں، چونکہ اسی شہر کے باسی ہیں اور بلور صاحب تھوڑی سی توجہ مجھے دینگے کہ رینگ روڈ جو ہماری ہے جو کہ اسلام آباد سے لیکر افغانستان تک اور افغانستان سے آگے بھی بہت جگہوں پر جائے گی اور یہاں سے ہماری ساری ٹریڈ ہو رہی ہے لیکن جناب سپیکر صاحب، رینگ روڈ کی وہ حالت ہے کہ وہاں سے کوئی گاڑی نہیں گزر سکتی۔ جناب سپیکر صاحب، میں ضرور بات کرونگی کہ آج ایک اخبار میں آیا، آپ اپنے گھر کا کتنا خیال رکھتے ہیں کہ آپ اگر اپنے گھر کو یعنی اس اسمبلی کے

Renovation پر 197 ملین لگا سکتے ہیں تو جناب سپیکر صاحب، یہ صوبہ بھی آپ کا گھر ہے، اس صوبے کیلئے بھی آپ اپنے منسٹروں سے، آپ چیف منسٹر سے گزارش کر سکتے ہیں، ان کو حکم دے سکتے ہیں کیونکہ آپ کی چیئر جو ہے وہ حکم دینے کیلئے ہے کہ اس صوبے کو، خاصکر رنگ روڈ کو، اس کے ساتھ خاصکر ملحقہ جو تمام سڑکیں ہیں ان کو خدا کیلئے جناب سپیکر، کیونکہ ہم لوگ دارالخلافہ میں بیٹھے ہوئے ہیں اور پھر میں یہ بات ضرور کرونگی کہ ایک ارب پشاور کیلئے ایسا ہی ہے جیسے کہ اونٹ کے منہ میں زیرہ جناب سپیکر صاحب۔ پشاور چونکہ دارالخلافہ ہے یہاں پر Foreigners آتے ہیں، یہاں پر لوگ آتے ہیں اور یہی جو ہے تاثر لیکر وہ اپنے ملکوں میں جاتے ہیں جناب سپیکر صاحب، تو اگر وزیر اعلیٰ صاحب اور سینیئر منسٹر صاحب، اگر یہ لوگ تھوڑی سی اور کرم فرمائی کریں تو اس پشاور کو، ہزارہ کو، بٹگرام کو، ملاکنڈ کو جناب سپیکر صاحب، بنوں کو، اسی طرح ڈی آئی خان کو، تمام جگہوں کو یہ لوگ، اتنا فنڈ آگیا ہے ان کے پاس کیونکہ ان کے پاس تو خسارے کا بجٹ ہی نہیں ہے، تو جناب سپیکر صاحب، اگر یہ کردیں تو میں ان کی بہت زیادہ شکر گزار رہونگی اور عورتوں کیلئے پھر وہی بات کرونگی کہ بات یہ ہے کہ:

بدلنا ہے تو مئے بدلے نظام مئے کشی بدلے   وگرنہ ساغر و مینا بدل جانے سے کیا ہوگا

تھینک جناب سپیکر صاحب۔

جناب سپیکر: شکریہ جی۔

جناب عنایت اللہ خان جدون: جناب سپیکر، پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔۔

سید ظاہر علی شاہ (وزیر صحت): جناب سپیکر، پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔۔

بیگم شازیہ اورنگزیب خان: جناب سپیکر، پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔۔

جناب سپیکر: یہ بہت بڑی لسٹ ہے جی۔ جی، ظاہر علی شاہ، ظاہر علی شاہ صاحب۔ ابھی دیکھیں میرے خیال میں کوئی اٹھارہ ممبرز حضرات بولے، باقی بہت بڑی لسٹ پڑی ہے۔

سید ظاہر علی شاہ (وزیر صحت): جناب سپیکر، میں صرف ایک بات کرنا چاہتا ہوں کہ ہماری یہ نگہت اورکزئی صاحبہ نے یہ کچھ الفاظ استعمال کئے ہیں جن میں کچھ وہ لوگ ہیں جو اس دنیا سے اب جاچکے ہیں، اقبال جدون صاحب، جارج راجہ صاحب اس دنیا سے جاچکے ہیں تو ان کیلئے لف* استعمال کیا گیا ہے، میری درخواست ہے کہ اس لفظ کو اپنے اس ریکارڈ سے حذف کیا جائے اور اس کو باقی جو بھی ہیں، ان کیلئے بھی

* بحکم جناب سپیکر حذف کیا گیا۔

استعمال کیا گیا ہے، اس چیز کو ریکارڈ سے حذف کیا جائے، Expunge کیا جائے۔

جناب سپیکر: اس کو Expunge کرنے کا آرڈر دیا جاتا ہے کہ اس کو Expunge کیا جائے اور جو۔۔۔۔

جناب عنایت اللہ خان جدون: جناب سپیکر!

حاجی قلندر خان لودھی: جناب سپیکر!

قاضی محمد اسد خان (وزیر برائے اعلیٰ تعلیم): جناب سپیکر!

جناب سپیکر: آپ بیٹھ جائیں جی، سب بیٹھ جائیں۔ آپ سب بیٹھ جائیں جی۔ میری آپ سے گزارش ہو گی کہ اس بجٹ پر ڈیبیٹ میں ہر کسی کا حق ہے۔ جتنے بھی معزز اراکین بیٹھے ہیں، چاہے وہ پارٹی لیڈرز ہیں یا اور ممبر حضرات ہیں، ان سب نے بولنا ہے۔ بار بار میں نے آپ کے ہزارہ کو اور آپ لوگوں کو کافی ٹائم دیا ہے صرف اس لئے کہ آپ بہت Aggrieved تھے۔ اس سے زیادتی نہ کریں، تجاوز نہ کریں۔ جی، آپ بیٹھ جائیں، میں نے Expunge کرنے کا آرڈر دیا ہے۔ آپ، شازیہ اورنگزیب بی بی۔ شازیہ اورنگزیب! آپ بولیں، آپ اپنا۔۔۔۔۔

(اس مرحلہ پر محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی، رکن اسمبلی ایوان سے باہر تشریف لے جا رہی تھیں)

بیگم شازیہ اورنگزیب خان: میری تقریر کے دوران اگر نگہت بی بی بھی بیٹھ جاتیں تو اچھا ہوتا۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: میں جب بات کرتی ہوں تو سننے کیلئے بھی بیٹھ سکتی ہوں۔

بیگم شازیہ اورنگزیب خان: جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: یہ 'سیریس' ڈسکشن ہے اس کو تماشا نہ بنائیں، سب سے گزارش ہے کہ بس۔ جی۔

بیگم شازیہ اورنگزیب خان: بسم اللہ الرحمان الرحیم۔ تھینک یو مسٹر سپیکر۔ جناب سپیکر، نگہت صاحبہ نے اتنے سارے سلوٹس کئے کہ مجھے ان کی Loyalty پر شک ہونے لگا ہے، یہ پتہ نہیں چلتا کہ وہ اے این پی کے ساتھ ہیں، پی ایم ایل (این) کے ساتھ ہے کہ پی ایم ایل (کیو) کے ساتھ ہے اور آج تو میں ان کو سلوٹ پیش کرنا چاہتی ہوں جناب سپیکر، کہ آج انہوں نے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: (محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی، رکن اسمبلی سے) آپ بیٹھیں بی بی۔ آپ بیٹھیں، آپ کافی بول چکی ہیں۔

بیگم شازیہ اورنگزیب خان: آج تو میں نگہت بی بی کو سلوٹ پیش کرنا چاہتی ہوں کہ آج انہوں نے سچ اگل ہی دیا اور انہوں نے اس سچ کو آج یقینی بنادیا کہ جناب چوہدری شجاعت حسین صاحب گیارہ مئی کو وہاں پر موجود تھے بمعہ اپنے غنڈوں کے اور یہ آگ کی ہولی انہوں نے ہی مچائی ہوئی تھی۔ (تالیاں، شور) جناب سپیکر، چودھری شجاعت حسین صاحب وہی تو ہیں (شور) جن کے کپڑوں پر ابھی تک لال مسجد کا خون لگا ہوا ہے جناب۔ (شور) جناب سپیکر، جناب سپیکر، چودھری شجاعت حسین صاحب وہی تو ہیں جن کے کپڑوں پر ابھی تک لال مسجد کے معصوموں کا خون لگا ہوا ہے۔ (تالیاں) اور جناب سپیکر، نگہت صاحبہ نے کہا کہ چودھری شجاعت صاحب وہاں سے بھاگے نہیں، وہ بھاگنے کی ہمت نہیں کر سکتے تھے جناب سپیکر، وہ بھاگ نہیں سکتے تھے۔

Now Mr. Speaker! I come to the budget speech. Thank you very much for giving me an opportunity to speak. During this budget speech Mr. Speaker! I would like my colleagues to know actually what the budget speech means. I am not going to be very narrow minded Mr. Speaker, and I will not going to quote this ADP document, which is a very sacred document but this is not a budget. Mr. Speaker! Budget is the reflection and the vision of any political sitting government -------

آوازیں: اردو میں۔

بیگم شازیہ اورنگزیب خان: جناب سپیکر، میرے 'کولیگز' چاہتے ہیں کہ میں اردو میں بات کروں حالانکہ انگریزی کی بھی ادھر مجھے اجازت ہے کہ میں بول سکوں۔ جناب سپیکر!۔۔۔

(شور)

جناب سپیکر: No disturbance please۔ جس زبان میں آپ بولنا چاہتی ہیں بول لیں۔ بسم اللہ۔

بیگم شازیہ اورنگزیب خان: I know all these are graduates، ان کو سمجھ نہیں ہے انگریزی کی۔ جناب سپیکر، کسی بھی حکومت کا 'ویژن' ان کے بجٹ میں 'ریفلیکٹ' ہو جاتا ہے۔ یہ بجٹ This is an Jugglery of words ہے جناب سپیکر، یہ الفاظ کا ہیر پیر اور نمبرز کا ہیر پھیر ہے، old wine in a new bottle۔ جناب سپیکر، میں اپنی ٹریژری بنچز پہ بیٹھے ہوئے اپنے 'کولیگز' سے پوچھوں گی کہ کیا یہ بجٹ غربت کے خاتمے کیلئے ہے، کیا اس میں مہنگائی کم کی جائے گی، کیا اس میں کوئی ایسا فارمولا تیار ہوا ہے جو بے روزگاری کو ختم کرے گا، کیا اس میں ایسی کوئی پلاننگ کی گئی ہے جس میں

تعلیم کے سٹینڈرڈ کو بڑا 'ہائی' کیا جائے گا، کیا اس میں سرکاری اور پرائیویٹ سکول میں Discrimination کو ختم کیا جائے گا اور دونوں سٹینڈرڈز کو At par رکھا جائے گا؟ کیونکہ جناب سپیکر، جب ہم اپنی تعلیم کی پچھلی کارکردگی پہ نظر دوڑاتے ہیں تو ہمیں 'ٹرانسپرنسی انٹرنیشنل' کا وہ سروے یاد آتا ہے جس میں انہوں نے ایجوکیشن سیکٹر کو بڑی بری طرح ٹارگٹ کیا ہے۔ پھر جناب سپیکر، بات آتی ہے ہماری ہیلتھ سیکٹر کی، ظاہر علی شاہ صاحب اس وقت بالکل 'سیریس' نہیں ہیں جناب، یہ ان کے سیکٹر کی میں بات کر رہی ہوں جس کیلئے اتنی ایلوکیشنز ہوئی ہیں اور یہ کل جی، میں نے ایک کال اٹنشن نوٹس جمع کروایا تھا اور اس کے اوپر آج ہمارے بہت ہی Credible Newspaper نے یہ 'نیوز' دی ہے کہ جناب، پشاور ہائی کورٹ نے 'سوموٹو' ایکشن لیا ہے اور یہ خبریں تو جناب، ہیلتھ کے اوپر آئے دن اخباروں کی زینت بنی رہتی ہیں اور جناب سپیکر، پانی کے بارے میں پوچھوں گی کیونکہ یہ اتنی ساری بیماریاں پانی کی وجہ سے آتی ہیں، Hepatitis or any other disease، کیا اس کیلئے اس حکومت نے کوئی ایسا پلان یا پالیسی بنائی ہے کہ ہر غریب آدمی کے گھر صاف پینے کا پانی پہنچے کیونکہ Portable پانی تو اس کی دسترس سے بہت ہی دور ہے۔ جناب سپیکر، یہ ایک سٹوری سنائی جاتی ہے کہ This is a tax free budget, which is not، یہ مجھے وہ انڈین پرانی فلم کی یاد دلاتی ہے جس کا نام تھا 'سات لاکھ' جس میں وہ پیسہ دیکھنے کیلئے تو تھا لیکن استعمال کرنے کیلئے نہیں تھا۔ Mr. Speaker! Now I will come to the Net Hydle Profit. It was a commitment between the Government and WAPDA. اور اس میں ایک میکینزم بنائی گئی تھی جناب سپیکر، کہ ایک سو دس بلین روپے واپڈا چار اقساط میں اس صوبے کو دے گا لیکن جناب سپیکر، ہم نے کیا دیکھا کہ A very credible newspaper, international newspaper 'The News'، وہ اپنے فرنٹ پیج پہ ایک خبر لگاتا ہے "Government to rob Peter to pay Paul" اور جناب سپیکر، ہمارے واپڈا کے ممبر فنانس چودھری عبدالقدیر صاحب یہ انکشاف بھی کر جاتے ہیں کہ جناب، واپڈا تو Bankrupt ہو گیا ہے اور واپڈا کے پاس، اس صوبے کو 25 بلین روپے 4th of July کو جو دینے ہیں، ان کے پاس وہ پیسے نہیں ہیں اور واپڈا نے آئی ایم ایف سے 'کمٹمنٹ' بھی کر لی کہ جناب، 6.75 کے 'ٹیرف' کو بڑھا کے 9 پرسنٹ پہ لے جایا جائے گا، تو جناب، یہ کیا قصہ ہے، کیا یہ ٹیکس فری بجٹ ہو گا؟ جناب سپیکر، ہماری ایم ایم اے کی گورنمنٹ نے 2007 میں جو زیادتی، جو ظلم، جو ناانصافی اس صوبے سے کی، انہوں نے اے جی این فارمولا سے Deviate کر کے Arbitration کا راستہ اختیار کیا، اس

وقت ہمارا 'مارک اپ' 448 بلین روپے تھا جناب سپیکر، لیکن ان کی Arbitration کی وجہ سے ہمیں 342 بلین روپے کا خسارہ ہوا، ہمیں نقصان ہوا جناب سپیکر اور اس وقت اس صوبے کی غربت کے قصوروار یہ ہیں لیکن جناب سپیکر، آج عوامی نیشنل پارٹی اور پیپلز پارٹی کی مشترکہ حکومت ہے جناب سپیکر، انہوں نے اس صوبے کے ساتھ ان سے زیادہ ناانصافی شروع کر دی ہے۔ چونکہ ان کی اپنی چادر تو صرف 15 پرسنٹ کی ہے اور وہ Presumptions پہ چل رہے ہیں اور وہ یہ Expect کرتے ہیں کہ 85 بلین روپے یا 85 پرسنٹ ان کو ڈونر ایجنسیز دیں گے یا ان کو Federal Divisible Pool سے آئیں گے۔ جناب سپیکر، جس صوبے کا بجٹ ہی خسارے کا ہو، جس صوبے پہ 'ٹرانسپیرنسی انٹرنیشنل' کے سروے میں کرپشن کے چار جز لگ جائیں، کیا ڈونر ایجنسیز Attract ہونگی اس بجٹ سے اور Federal Divisible Pool کا حال تو آپ نے دیکھ لیا، واپڈا نے کہا کہ ہم Bankrupt ہوئے اور ان کو جناب وہ جو دس بلین روپے ہیں اور اس کی ادائیگی انہوں نے خود ہی کہہ دیا کہ ہمیں ہو چکی ہے، But what an irony Mr. Speaker, the white paper does not reflect that ten billion and does not reflect those receipts. جناب سپیکر، اس کا مطلب ہوا An eye predict on the floor of the House today janab Speaker, and I can foresee اور میں Full conviction کے ساتھ کہتی ہوں کہ 1st of July 2010 کو یہ صوبہ خسارے میں چلا جائے گا۔ اللہ نہ کرے کہ ایسا ہو جناب سپیکر، لیکن یہ صوبہ خسارہ دیکھے گا اور جناب سپیکر، ایک محاورہ ہے کہ "آٹا تو بندر کھالے لیکن منہ کالا ہو بکری کا" عیاشیاں کرے یہ حکومتی ٹولے (تالیاں) عیاشیاں کرے عوامی نیشنل پارٹی اور پیپلز پارٹی کی مشترکہ حکومت اور جناب سپیکر، ہمیں بٹھایا جائے کہ ہم ان کے بجٹ کو پاس کرنے کیلئے انگوٹھا لگائیں، بڑی ناانصافی ہے۔ بہت شکریہ۔

(تالیاں)

<u>جناب سپیکر</u>: جناب عبدالاکبر خان، جناب عبدالاکبر خان۔

<u>جناب عبدالاکبر خان</u>: بسم اللہ الرحمان الرحیم۔ جناب سپیکر، میں آپ کا مشکور ہوں اور جس طرح میرے کئی ساتھیوں نے کہا کہ تقریباً تین دن سے یہ بجٹ سپیچز جاری ہیں اور میرے خیال میں بجٹ کا ایسا کوئی گوشہ نہیں رہ گیا ہے جس پر بات ابھی تک نہیں کی گئی ہو اور کل بھی آخری دن ہے، شاید باقی جو دوست بچے ہوں وہ اسی دن بات کریں گے لیکن جناب سپیکر، ایک سوال ذہن میں پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ چار دن بحث کرنا، کیا یہ بحث برائے بحث نہیں ہے جناب سپیکر؟ کیا اس بحث سے کوئی فائدہ حاصل ہوگا، کیا اس بحث سے

ہم، جو بجٹ کی کتابیں ہیں، اس میں ایک پرائمری سکول کیلئے ایک روپے کا اضافہ یا کمی کر سکتے ہیں؟ ہاں، اگر حکومت وعدہ کرے وہ الگ بات ہے لیکن جب بجٹ پیش ہوا ہے اور یہ ہر حکومت، یہ ہر حکومت چاہتی ہے کہ جیسے وہ بجٹ پیش کرے اسی طرح کا بجٹ پاس ہو جائے لیکن آج جو ہم ڈسکشن کر رہے ہیں اور یہ ہر سال ہر فورم پہ اور ہر اسمبلی میں ہوتی ہے جناب سپیکر، میں باقی دنیا کی بات نہیں کر رہا سر، میں صرف پاکستان کی حد تک بات کر رہا ہوں کہ یہ صرف ہمارے ملک میں اس طریقے کا بجٹ پیش ہوتا ہے، دنیا میں کسی ملک میں بھی بحث پہلے ہوتی ہے بجٹ بعد میں پیش کیا جاتا ہے، جناب سپیکر، میں صرف آپ کو United States of America کی مثال دوں کہ 1921 میں جب انہوں نے 'بجٹ اینڈ اکاؤنٹ ایکٹ' بنایا تو انہوں نے، ذرا اس کو جناب سپیکر، میں اس ہاؤس سے بھی ریکویسٹ کرتا ہوں کہ اس چیز کو ذہن میں رکھیں کہ ان کا جو سال ہے، ان کا جو ریونیو سال ہے، وہ فرسٹ اکتوبر سے سٹارٹ ہوتا ہے اور فرسٹ اکتوبر کا مطلب ہے کہ 30^{th} September کو ان کا پچھلا سال، جس طرح ہمارا 30^{th} June ہے اس طرح ان کا 30^{th} September کو ختم ہوتا ہے اور یکم اکتوبر کو سٹارٹ ہوتا ہے اور جناب سپیکر، ان کا جو 'بجٹ اینڈ اکاؤنٹ ایکٹ' ہے، Not before the 1^{st} January and not later than 1^{st} January, no sorry, 1^{st} Monday of January and not later than first Monday of February، کسی دن پریزیڈنٹ سے، جو بجٹ ہوتا ہے وہ کانگریس کے پاس پہنچ جاتا ہے۔ اب آپ دیکھیں کہ فروری سے لیکر ستمبر میں بجٹ پاس ہوتا ہے، یہ سات / آٹھ مہینے، ان کی جو کانگریس ہے یا سینٹ ہے، ان کی جو کمیٹیز ہیں وہ اس بجٹ کو ڈسکس کرتی ہیں اسمبلیز میں، اپنے جو ان کے ہاؤسسز ہیں، جو کمیٹیز ہیں انہی میں ڈسکشن ہوتی ہے۔ ان کا بجٹ، ان کا پیش کیا ہوا بجٹ جو 1^{st} Monday of February کو پیش ہوتا ہے، وہ 30^{th} September کو پاس ہوتا ہے۔ تو اتنے عرصے کی ڈسکشن کے بعد اگر بجٹ پیش ہو تو میرے خیال میں پھر ممبران کیلئے اس پر بحث کرنے کی گنجائش نہیں رہتی جناب سپیکر، کیونکہ وہ اتنا Thrash out ہوتا ہے کہ پھر اس کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ اب جناب سپیکر، بجٹ ہے کیا؟ Actually it is a French word اور French word میں یہ بٹوہ جو ہوتا ہے، یہ بٹوے کو کہتے ہیں۔ اب جناب سپیکر، ابھی بھی جو 'ہاؤس آف کامن' میں جب آتا ہے ان کا جو فنانس منسٹر ہے، وہ ایک 'ریڈ' بریف کیس کے ساتھ آتا ہے جس میں جو ان کا فنانس بل ہے وہ 'سیکرٹ' ہوتا ہے اور یہ ٹریڈیشن دیکھیں جناب سپیکر، کہ ابھی بھی بجٹ جس دن پیش ہوتا ہے، اسی دن ان کی کیبنٹ میٹنگ ہوتی ہے اور کیبنٹ میٹنگ کے بعد وہ فوراً جو ہے نا اسمبلی میں آ جاتے ہیں، یہ ایک

ٹریڈیشن ہے، اس لئے کہ ان کا جو فنانس بل ہے وہ کہیں leak نہ ہو جائے۔ باقی جو یہ بڑی بڑی کتابیں ہیں یہ اگر سیکرٹریٹ کی پرنٹنگ پریس میں بن رہی ہیں تو اس کی بجائے اگر ان ممبروں کو دکھائی جائیں تو اس سے کیا فرق پڑے گا، اگر ہمارے ساتھ شیئر کی جائیں تو اس سے کیا فرق پڑے گا؟ اور جناب سپیکر، میں نے جس طرح کہا مجھے تو دنیا کا کوئی ایسا ملک معلوم نہیں جس میں اس طریقے کا بجٹ پیش ہوتا ہو۔ جناب سپیکر، 1937 کا جو بجٹ پہلے پیش ہوا 1935 ایکٹ کے تحت، ہو بہو اسی طرح کا بجٹ ہے لیکن 1973 کے آئین بنانے والوں نے جناب سپیکر، یہ ذمہ داری ہماری اسمبلیوں پر ڈال دی جو 37 سال کے بعد بھی ہم پوری نہیں کر رہے ہیں۔ ہم تو چیخ رہے ہیں کہ آئین پر عمل کیا جائے لیکن خود آئین پر عمل نہیں کرتے۔ میں آرٹیکل 119 کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں جناب سپیکر: "The custody of the Provincial Consolidated Fund, the payment of money into that Fund, the withdrawal of money therefrom, the custody of other money received by or on behalf of the Provincial Government, their payment into, and withdrawal from, the Public Accounts of the Province, and all matters connected with or ancillary to the matters aforesaid, shall be regulated" جناب سپیکر، میں آپ کی توجہ اس Word کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ جو آپ کا سارا بجٹ ہے، آئین کہتا ہے 1973 میں کہ "Shall be regulated by Act of the Provincial Assembly" لیکن آئین چونکہ ہر آرٹیکل میں Cushion دیتا ہے تو یہاں پر بھی لوگوں کو Cushion دیتا ہے، کہتا ہے کہ "until provision in this behalf so made by rules made by the Governor." یعنی مطلب ہے سن 73ء کے آئین بنانے والوں نے ایکٹ کو تو لازمی قرار دیا لیکن یہ کہا کہ اگر آپ دو چار مہینے کے بعد، چھ مہینے کے بعد ایکٹ بناتے ہیں، اس وقت تک آپ 'ریگولیٹ' کریں گے ان رولز کو جو گورنر نے بنائے ہیں لیکن 37 سال گزرنے کے بعد کوئی بھی پروانشل اسمبلی پاکستان کی، بلکہ نیشنل اسمبلی بھی پاکستان کی، اپنے بجٹ کو 'ریگولیٹ' کرنے کیلئے 119 کے تحت کوئی ایکٹ نہیں بنا سکی اور ابھی تک جو گورنر کے رولز ہیں، جو 1937 سے چلے آرہے ہیں، ان رولز کے تحت ہر سال ہم بجٹ بناتے ہیں لیکن کتنے افسوس کا مقام ہے کہ ہم تو کہتے ہیں کہ آئین کی پاسداری کریں گے، آئین کی حفاظت کریں گے لیکن خود آئین کی اتنی خلاف ورزی کر رہے ہیں کہ خود اپنے بجٹ کو 'ریگولیٹ' کرنے کیلئے ہم کوئی ایکٹ نہیں بنا سکتے اور یہی وجہ ہے کہ جب بجٹ پیش کیا جاتا ہے تو پھر گورنمنٹ کیلئے ایک عزت کا مسئلہ بن جاتا ہے۔ پھر گورنمنٹ اسکو پاس

کرنے کیلئے، گورنمنٹ کی عزت کا مسئلہ، اگر کوئی آنریبل ممبر اچھی بھی تجویز دے لیکن چونکہ پھر آپ کو تو سارا بجٹ 'چینج' کرنا پڑے گا، اس لئے حکومت پانچ روپے کی کٹ موشن بھی Afford نہیں کر سکتی، وہ اس لئے نہیں کر سکتی کیونکہ آپ کا سارا بجٹ جو ہے نا، وہ دوسرا ہو جائے گا۔ تو اس لئے جناب سپیکر، میری آپ سے درخواست ہو گی کہ یہ جو رٹ رٹایا کام ہم کر رہے ہیں اور خواہ مخواہ جو۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر</u>: جی، بشیر بلور صاحب! یہ بہت اہم پوائنٹ انہوں نے Raise کیا ہے۔

<u>جناب بشیر احمد بلور {سینیئر وزیر (بلدیات)}</u>: ہمارے بڑے جواب دیں گے جی۔

<u>جناب سپیکر</u>: بڑے آپ ہیں، آپ جواب دیں گے۔ جی۔

<u>جناب عبدالاکبر خان</u>: سر، میرا مقصد یہ نہیں کہ صرف یہ صوبائی اسمبلی، میں ساری صوبائی اسمبلیوں کی بات کر رہا ہوں کہ یہ بڑے افسوس کا مقام ہے کہ جو اس ملک کے عوام کا پیسہ ہے، جو اس صوبے کے عوام کا پیسہ ہے، جس سے ہم بجٹ بناتے ہیں جناب سپیکر، اسکو ہم بنانے کیلئے کوئی قانون سازی بھی نہیں کر سکے۔ جب آئین ہمیں پابند کر رہا ہے کہ Shall make، Shall کا مطلب ہے کہ وہ پابند کرتا ہے کہ ہر صوبائی اسمبلی بنائے گی، اپنے بجٹ کو 'ریگولیٹ' کرنے کیلئے کوئی ایکٹ بنائے گی۔ جناب سپیکر، اب وزیر صاحب نے بجٹ پیش کیا 294 بلین کا، جناب سپیکر، مجھے ان Tactics پر افسوس ہو رہا ہے، جب ہم ایک طرف کہتے ہیں کہ ہمارا صوبہ غریب ہے اور حقیقتاً غریب ہے، اس صوبے کا ہر دوسرا شخص Poverty line سے نیچے زندگی بسر کر رہا ہے جی، اور یہ بھی حقیقت ہے کہ ہمارا صوبہ انتہائی غربت میں ہے لیکن اب جناب سپیکر، اگر ایک گداگر بھی بھیک مانگتا ہے تو کم از کم اپنے کپڑوں کو، اگر پھاڑے نہ بھی ہوں، پھاڑ دیتا ہے، کوئی گندا ونداکر دیتا ہے تاکہ کسی کو رحم آ جائے، اس کو پیسے دے دے۔ اب جب آپ 294 بلین روپے کا بجٹ پیش کرتے ہیں جناب سپیکر، جبکہ آپکی پاپولیشن ہے 13.80 فیصد، پنجاب کی پاپولیشن 52 فیصد سے زیادہ ہے، یعنی All most 400% increase ہے۔ اب جناب سپیکر، وہ بجٹ پیش کرتے ہیں 598 بلین کا، چلو 600 بلین کر دو، وہ 600 بلین کا بجٹ پیش کرتے ہیں، آپ تقریباً 300 بلین کا بجٹ پیش کرتے ہیں۔ اگر آپ پنجاب کی طرح مالدار بھی ہوں تو پھر بھی پنجاب کا بجٹ 1200 بلین ہونا چاہیئے اور اگر پنجاب صحیح بجٹ پیش کرتا ہے اور آپ اسی طرح ہوں تو پھر One forth، آپ کا 150 بلین بن جاتا ہے، تو آپ 150 بلین جو پنجاب کے مقابلے میں اگر آپکی حیثیت ہے، اسی طرح مالدار ہیں یا انہی کی طرح ہیں، جب وہ 600 بلین کرتے ہیں تو آپ کا بجٹ 160 یا 170 ارب سے زیادہ نہیں ہونا چاہیئے اور

اگر آپ کا بجٹ صحیح ہے تو پھر انکا بجٹ 1200 بلین ہونا چاہیئے لیکن وہ تو بجٹ پیش کرتے ہیں 600 بلین کا جناب سپیکر، آپ جب 300 بلین کا بجٹ پیش کرتے ہیں تو آپ کے پاس Justification کیا رہ جاتی ہے کہ آپ فیڈرل گورنمنٹ سے کہیں کہ ہمارا پاکستان کا سب سے غریب صوبہ ہے، پاکستان میں دہشت گردی کے لحاظ سے ہمارا بڑا نقصان ہوا ہے اور ہماری غربت بہت زیادہ ہے؟ وہ آپ کے سامنے کہیں گے کہ جی، آپ تو ہم سے دوگنا مالدار ہیں کیونکہ آپ 300 بلین کا پیش کرتے ہیں، ہم 600 بلین کا کرتے ہیں، آپ ہم سے 400 پرسنٹ زیادہ ہیں، بلکہ چار گنا زیادہ ہیں۔ تو میں حیران ہوں کہ منسٹر صاحب کو اسکی ضرورت کیا پیش آتی ہے؟ جناب سپیکر، کبھی یہ ہوا ہے، خدا کے واسطے، کہیں بھی یہ ہوا ہے کہ آپ گندم خریدتے ہیں تو اسکو آپ Receipts میں ڈالتے ہیں اور بیچتے ہیں، 'سوری' بیچتے ہیں تو Receipts میں ڈالتے ہیں اور خریدتے ہیں تو اسکو Expenditure میں ڈالتے ہیں، کیا کبھی ایسا ہوا ہے جناب سپیکر؟ پہلے تو آپ کے پاس Receipts آئیں گی پھر آپ کا Expenditure ہوگا۔ اب تو پہلے Expenditure آتا ہے پھر Receipts آتی ہیں۔ جناب سپیکر، پاکستان میں کسی صوبے نے اس طرح کیا ہے؟ جناب سپیکر، آپ 87 یا 78 بلین کی گندم خریدیں گے اور 78 بلین کا آٹا بیچیں گے تو 78 بلین کو آپ اپنے بجٹ میں فگرز میں 'شو' کرتے ہیں کہ یہ جی 78 بلین کا انکم ہوگیا اور یہ 78 جب ہم بیچیں گے تو یہ پھر وہ انکم آگیا اور یہ جو ہم گندم خریدیں گے تو یہ Expenditure ہے۔ خدارا جناب سپیکر، آپ نے اپنے بجٹ کو Fictitious figures سے اتنا بڑھادیا ہے کہ آپ کے پاس کہنے کیلئے کچھ ہے نہیں کہ آپ باہر کہہ سکیں کہ ہم غریب صوبہ ہیں۔ جب آپ خود کہتے ہیں کہ ہم پنجاب سے ڈبل مالدار ہیں، جب آپ پنجاب سے ڈبل، Prosperous ہیں، جب ہمارے پاس وسائل آپ سے دوگنا زیادہ ہیں یعنی پاپولیشن 'پرسنٹیج' کے لحاظ سے میں کہہ رہا ہوں کہ اگر آپ کے پاس ڈبل ہے تو پھر آپ کے پاس Justification کیا رہ جاتی ہے کہ آپ کہتے ہیں کہ جی ہماری مدد کرو؟ جناب سپیکر، میں ایک اور چیز پر حیران ہوں اور اس طرف سے کسی اور آنریبل ممبر نے بھی اشارہ کیا تھا، یہ جی انکا حساب کتاب ہے، اب ہر حکومت کی Efficiency یا اسکی پرفارمنس آپ اس سے دیکھیں گے کہ اسکی پرفارمنس کیا ہے کہ جب وہ اپنا کام، جو اسکا کام ہے، جو اسکی ڈیوٹی ہے، وہ صحیح طریقے سے ادا کرے تو اس کو آپ کہتے ہیں کہ اسکی پرفارمنس صحیح ہے۔ اب جناب سپیکر، خدارا یہ جنرل سیلز ٹیکس پراونشل سر، Last year two billion and eleven crore، یعنی 211 کروڑ روپے رکھے گئے تھے۔ جب Actual receipt کا ٹائم آیا، سال گزر گیا تو حکومت نے

اکیاسی کروڑ روپے وصول کئے یعنی 211 کروڑ رکھے تھے کہ ہم دو ارب گیارہ کروڑ حاصل کریں گے، دو ارب گیارہ کروڑ کی بجائے اکیاسی کروڑ اصل میں آئے اور جناب سپیکر، آپ حیران ہونگے کہ Next year کیلئے اکیاسی کروڑ کی بجائے بارہ بلین سے زیادہ، ساڑھے بارہ بلین روپے رکھے ہیں کہ ہم جنرل سیلز ٹیکس، کیا حکومت ٹیکس لگانے کا ارادہ رکھتی ہے کہ جب آپ نے اس سال اکیاسی کروڑ Receipts میں لائے، Actual Receipt آپ کی اکیاسی کروڑ ہوگئی تو آپ آئندہ سال کیلئے Estimated کیوں ساڑھے بارہ ارب روپے رکھتے ہیں، 1233 کروڑ رکھتے ہیں؟ اسکا مطلب ہے کہ یا تو آپ سال کے دوران کوئی نیا ٹیکس لائیں گے اور یا پھر آپکے فگرز Fictitious ہیں، آپ کے فگرز غلط ہیں اور جناب سپیکر، جب آخر میں، Provincial Receipts کی بات کر رہا ہوں تو ٹوٹل Provincial Receipts پچھلے سال 599 کروڑ تھیں چھ ارب، اور سارے صوبہ سرحد کے محکمے، اب جناب سپیکر صاحب، سارے پختونخوا میں 600 کروڑ کا جو فگر تھا کہ ہم یہ وصول کریں گے لیکن ڈیپارٹمنٹ نے چھ سو کروڑ کی بجائے ساڑھے تین سو کروڑ وصول کیے، یعنی جو ٹارگٹ انکو ملا تھا، اس ٹارگٹ سے ہم نے پچاس فیصد کم یا چالیس فیصد کم Receive کیے، تو چاہیئے تو یہ تھا کہ آپ کی Next year کی جو Receipts ہیں، پراونشل محکموں کی، وہ جو فیڈرل کسی ٹیکس کی بات ہوتی تو ہم سمجھتے کہ کوئی زیادہ جمع ہو جائیں گے لیکن پراونشل سیلز ٹیکس، آپ کا کتنا پراونشل سیلز ٹیکس ہے اور اگر وہ سروسز پر آپ VAT لگا رہے ہیں، یہ تو مجھے پتہ نہیں کہ اگر آپ کو VAT کا انتظار ہے اور VAT کو پھر آپ نے اس میں رکھا ہے تو وہ تو الگ بات ہے لیکن جناب سپیکر، اگر واقعی آپ بارہ بلین کا ٹیکس لگا رہے ہیں تو یہ اس صوبے کے عوام کے ساتھ اتنی زیادتی ہوگی، میرے خیال میں کوئی بھی اس کو برداشت نہیں کر سکے گا کہ آپ اسکو اتنا کر دیں جناب سپیکر۔ اسکے ساتھ ساتھ جناب سپیکر، واقعی اس بجٹ میں کچھ اچھے کام بھی حکومت نے شامل کئے ہیں اور اس میں جو 'ویژن' ہے کہ مطلب لوگوں کو ریلیف دیا جائے۔ سب سے پہلے جناب سپیکر، میں کوآپریٹیو بینک کو بحال کرنے پر حکومت کو مبارکباد پیش کرتا ہوں، اس کیلئے میں کوئی چھ، سات سال تک لڑتا رہا، Right from 2003 ابھی تک لڑتے رہے اور آخر کار حکومت نے یہ کارنامہ سرانجام دیا، اس لئے جناب سپیکر، میں اسکو اہمیت دیتا ہوں کہ اس صوبے میں زمینداروں کیلئے تو قرضوں کی وصولی کے بہت سے طریقے تھے۔۔۔۔۔

سید محمد صابر شاہ: جناب سپیکر، اچانک 'یوٹرن' لیا گیا ہے اور ہم محسوس کرتے ہیں کہ کہیں کسی فاضل رکن نے کہا ہے، اس پر دباو ڈالا گیا ہے، اشاروں اور کنایوں میں دباؤ ڈالا گیا ہے اور ہم اس بات پہ احتجاج کریں

گے، اگر ایسی بات ہے، کیونکہ انہوں نے 'یوٹرن' لے لیا۔ بڑی اچھی تقریر کی، بالکل اپوزیشن کی حمایت کی تھی اور فوراً 'یوٹرن' جو لیا ہے، اس میں یقیناً اُس طرف سے کوئی بات ہے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب، میاں افتخار۔

میاں افتخار حسین (وزیر اطلاعات): جناب سپیکر، شاہ صاحب کا Taste ذرا خراب ہو گیا ہے، اس کا Taste اس طرح کا تھا کہ جو (باتیں) ہمیں کڑوی لگتی تھیں وہ اس کو میٹھی لگ رہی تھیں، اب جب وہ میٹھا بولنے لگے ہیں تو اسکو کڑوا لگ رہا ہے تو Taste ذرا ٹسٹ کر لیں تو یہ مناسب رہے گا۔

جناب سپیکر: (قہقہہ) جی عبدالاکبر خان، عبدالاکبر خان۔

جناب عبدالاکبر خان: کوآپریٹو کے جو زمیندار تھے، جو زمین رکھنے والے تھے، ان کو تو کوئی پرابلم نہیں تھا، انکو ایگریکلچرل ڈویلپمنٹ بینک سے بھی پیسے مل سکتے تھے، انکو تو کمرشل بینک سے بھی پیسے مل سکتے تھے، اپنی زمین کو Pledge کر کے پیسے مل سکتے تھے لیکن وہ کاشتکار جو دوسروں کی زمین کاشت کر رہا تھا، وہ کاشتکار جس کی اپنی زمین نہیں تھی، دوسرے لوگوں کی زمینیں کاشت کر رہا تھا، اس کیلئے مشکلات بہت تھیں، اس کیلئے کوئی چیز بھی نہیں تھی کہ وہ کھاد یا تخم یا Pesticide یا اور چیز خرید سکے، یہی ایک کوآپریٹو بینک تھا اور جناب سپیکر، یہ کہیں 1890 سے انگریزوں نے اس پر کام شروع کیا اور دس سال کے بعد 1901 یا 1902 میں انہوں نے اسکا ایکٹ بنایا۔ اب جناب سپیکر، میری ایک درخواست ہے کہ منسٹر صاحب نے تو انکو کافی رقم دی ہے لیکن جناب سپیکر، اگر حکومت 'باچاخان خپل روزگار سکیم' کے اربوں روپے کسی کمرشل بینک میں رکھے اور وہ انکو تیرہ پرسنٹ یا بارہ پرسنٹ انٹرسٹ مثال کے طور پر دیتا ہے تو اسکی وجہ یہ ہے، اگر یہ کوآپریٹو بینک جو آپ کے صوبے کا اپنا بینک ہے، اگر یہ پیسے آپ اس بینک میں رکھ دیں تو یہ تو آپ سے دو تین پرسنٹ سے زیادہ سروس چارجز نہیں کرے گا اور دوسری بات، اگر دو تین پرسنٹ بھی لے گا تو یہ بجائے اس کے کہ حکومت ان لوگوں کو تنخواہیں اپنی جیب، Exchequer سے دے گی، اسی دو تین پرسنٹ سے جو پرافٹ آئے گا، اس پرافٹ سے جو اس بینک کے ملازمین ہیں، انکو تنخواہیں بھی ملیں گی جناب سپیکر، اور دوسرے کمرشل بینک کو، دس بارہ پرسنٹ اگر وہ آپ سے چارج کرتے ہیں، تو وہ بھی چارج نہیں کرنا پڑے گا۔ تو ایک تو آپ کا بینک Sustainable بھی ہو جائے گا، اپنے پاؤں پر بھی کھڑا ہو جائے گا، اگر ایک ارب روپے آپ دے رہے ہیں اور دو ڈھائی ارب روپے اس پروگرام کے ہیں تو اس دو ڈھائی، تین ارب روپے سے میرے خیال میں یہ بینک Sustain کر جائے گا اور دوسری جناب

سپیکر، میری درخواست ہوگی منسٹر صاحب سے کہ خدارااس بینک کو کمرشل بینک نہ بنائیں،اسکو ٹریکٹرز اور بڑے بڑے لوگوں کو پانچ پانچ لاکھ اور دس دس لاکھ روپے قرضوں کیلئے استعمال نہ کریں،اسکو چھوٹے کاشتکاروں کی زمین، تخم اور بیج کیلئے یا بیس پچیس ہزار، تیس ہزار چھوٹے قرضے کیلئے استعمال کریں تاکہ اگر یہ بھی اسی طرح، پرانے کی طرح خراب ہوگیا، جس طرح پرانے کوآپریٹیو بینک کے مطلب جو بڑے 'ڈیفالٹرز ' تھے تو میرے خیال میں منسٹر صاحب بھی اس پر کام کریں گے تاکہ اس کیلئے کوئی ایسا فارمولا بنائیں کہ صرف چھوٹے کاشکاروں کو اسکا فائدہ پہنچے۔ جناب سپیکر، ہیپاٹائٹس سی واقعی جی، ہمارے صوبے میں جو پانی کی حالت ہے، اس سے یہ مرض بہت تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ ایک تو حکومت اگر پانی مہیا کر سکے تو بہت بڑی بات ہے لیکن ان پیسوں سے میرے خیال میں بہت سے غریب لوگوں کا علاج، جو علاج نہیں کر سکتے اور پیسے نہ ہونے کی وجہ سے اکثر میں نے دیکھا ہے کہ بہت سے لوگ مر جاتے ہیں، بہت سے خاندان اجڑ جاتے ہیں، تو یہ اربوں روپے کے آنے سے، فیڈرل گورنمنٹ بھی سنا ہے کہ تین چار ارب روپے دے رہی ہے اس مد میں، اور پراونشل گورنمنٹ بھی دی رہی ہے تو میرے خیال میں اس سے کافی فائدہ ہوگا غریب لوگوں کو۔ اچھا، اس طرح سے جناب سپیکر، ہائیڈل جنریشن کے جو پچیس ارب ایک، اور دس ارب دوسرے، یہ جو پینتیس ارب، دس ارب اس سال کے اور پچیس ارب Next year کے جو آرہے ہیں، جس طرح حکومت کہتی ہے کہ ہم انکو نئی جو سکیمیں ہیں، ہائیڈل جو جنریشن ہے، اس پر خرچ کریں گے۔ آئیڈیا تو بہت اچھا ہے جناب سپیکر، کیونکہ یہ انکم جنریٹنگ بھی ہے اور ایک جو ضرورت ہے اس صوبے کی بجلی کی، وہ بھی ہے لیکن ضروری نہیں ہے جناب سپیکر کہ آپ ایک میگاواٹ یا دو میگاواٹ یا دس میگاواٹ بجلی پیدا کریں۔ اگر آپ کو پانچ سو کلوواٹ بجلی چھوٹے چھوٹے، یہ بہت کم Cost میں اور بہت جلدی بن سکتے ہیں، دو مہینے، چار مہینے میں چھوٹے چھوٹے ہائیڈل جنریشن جو چھوٹے 'فالز' پر بنتے ہیں تو جناب سپیکر، میرے خیال میں اگر ایک دفعہ حکومت اس کی طرف توجہ دے تو اتنے 'سائیٹس' ہیں اس صوبے میں، اتنی جگہیں ہیں اس صوبے میں کہ میرے خیال میں اگر سب پہ کام شروع ہو جائے اور پیسے بھی ہیں تو پانچ چھ مہینوں کے بعد میرے خیال میں بہت سے ایسے بجلی گھر سٹارٹ ہو سکتے ہیں، بجائے اس کے کہ آپ بڑے بڑے بجلی گھر سالوں سالوں میں لگائیں لیکن ایک درخواست ہے کہ جو چھ بلین کی بات ہے وہ تو اجمل صاحب، سر! یہ قاضی صاحب سے کہہ دیں کہ وہ تھوڑا سا۔۔۔

(قہقہہ)

جناب سپیکر: قاضی صاحب!۔۔۔۔۔

جناب عبدالاکبر خان: سر! جو چھ بلین۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: پڑوس میں آپ 'ڈسٹربنس' پیدا کر رہے ہیں۔

جناب عبدالاکبر خان: ہاں سر، ایک سو دس ارب کے جو Arrears تھے، ان میں پچیس بلین تو ان کو ملے لیکن جناب سپیکر، وہ چھ ارب Cap ہو چکے ہیں، یہ کیا بات ہے؟ اس فیصلے میں یہ لکھا گیا تھا کہ دس پرسنٹ ہر سال Increase ہو گا اور اس کا جو Base تھا، وہ بھی میرے خیال میں دس گیارہ ارب روپے رکھا گیا تھا اور اس کے بعد بھی کہا تھا، تو اگر 2005 میں یوں ہے تو پانچ سال میں تو پچاس فیصد یوں بھی بڑھنا چاہیئے تھا اور ہم جو بجٹ کتاب دیکھ رہے ہیں، اس میں تو اکتیس بلین کا مطلب ہے کہ پچیس بلین تو وہ Arrears کے دے رہے ہیں اور چھ بلین جو ہیں وہ آپ کو نٹ پرافٹ کے مل رہے ہیں تو چھ بلین سے تو اب کم از کم پندرہ سولہ بلین ہونا چاہیئے تھا۔ تو اسلئے پراونشل گورنمنٹ کو یہ کیس Put up کرنا چاہیئے کہ Arrears تو ہمارا ایک Right ہے لیکن جو چھ بلین پر آپ نے Cap کیا ہے، یہ چھ بلین نہیں ہیں، یہ اب کم از کم چودہ پندرہ بلین بن جاتے ہیں جناب سپیکر، لیکن ایک بات ہے جناب سپیکر، کہ یہ پی ایس ڈی پی میں کوئی سکیم 'ریفلکٹ' نہیں کی گئی، پیسہ نہیں دیا گیا ہے۔ چیف منسٹر صاحب نے تو کہا تھا کہ پی ایس ڈی پی میں بہت سی سکیمیں رکھی گئی ہیں لیکن یہاں پر کتاب میں جو میں دیکھتا ہوں تو اس کیلئے ایلوکیشن، ہاں اگر Bulk allocation آتی ہے اور پھر یہ تقسیم کرتے ہیں، یہ اور بات ہے لیکن کتابوں میں تو اس کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ سکیم تو ہے، اس سال کیلئے جو ایلوکیشن ہے وہ بھی ہے لیکن Next year کیلئے ایلوکیشن بالکل خالی جگہ چھوڑی گئی ہے، تو یہ بھی وزیر صاحب فرمائیں گے کہ یہ پی ایس ڈی پی کی 'آن گوئنگ' سکیمیں یا نئی سکیمیں جن میں ہمیں پتہ چلا ہے کہ چشمہ رائٹ بینک کینال کیلئے فنڈنگ کر رہے ہیں، تو اس کا بھی اس میں کہیں ذکر نہیں ہے کہ اس کیلئے کہاں سے پیسے پیدا کرینگے؟ جناب سپیکر، میں مرکزی حکومت کا بھی مشکور ہوں کہ اگر این ایف سی ایوارڈ نہ ہوتا، اگر جنرل مشرف کے این ایف سی ایوارڈ پر یہ تقسیم وسائل کی ہوتی اور اگر ڈکٹیٹرانہ اور اس آمرانہ انداز میں وسائل کی تقسیم ہوتی تو جناب سپیکر، آج ہم 294 ارب روپے کا بجٹ نہیں بنا سکتے تھے، اس لئے تو آپ دیکھیں کہ پچھلے سال آپ کا ٹوٹل 187 بلین تھا، اب 294 کا مطلب یہ ہے کہ 107 آپ کا 'جمپ' کر گیا، میرے خیال میں تاریخ میں 107 بلین کا 'جمپ' یعنی Almost 50% jump ہے، 50 پرسنٹ 'جمپ' آپ کے بجٹ میں پہلے کبھی بھی نہیں لگایا گیا

تھا، کہ اگر پچھلے سال 187 بلین تھا تو اس سال 294 تھا، Jugglery تو اس میں بھی تھی، Jugglery اس میں بھی ہے، اس میں میں نہیں جاؤنگا لیکن جو آپ کا Reflected figure ہے وہ 187 سے 294 تک چلا گیا۔ اس کا مطلب ہے کہ 107 بلین Increase ہو گیا، تو اس پر میں مرکزی حکومت کا بھی مشکور ہوں جناب سپیکر، لیکن ساتھ ساتھ ایک آخری درخواست کرتا ہوں کہ 18th Amendment میں آپ کے صوبے پر جو Responsibility آنے والی ہے، آپ کے صوبے پر جو اختیارات ملنے کی Responsibility آنے والی ہے جناب سپیکر، اس صوبے کے عوام نے 63 سال تک ایک جدوجہد کی کہ ہمیں پراونشل اٹانومی دی جائے، اس صوبے کے عوام نے کہا کہ اس صوبے کو اپنا اختیار دیا جائے اور جب آپ کو اختیار تقریباً تقریباً مل چکا ہے، آئینی طور پر مل چکا ہے لیکن اگر ان مہینوں میں جو ٹائم انہوں نے دیا ہے، اگر اس ٹائم میں اپنے آپ کو آپ نے تیار نہیں کیا اور یہ اختیارات آپ اپنے ساتھ Absorb نہ کر سکے جناب سپیکر، تو یاد رکھیں کہ پھر آئندہ کیلئے تاریخ کا مورخ آپ کو کبھی بھی معاف نہیں کریگا۔ اس حکومت پر گزشتہ حکومتوں کے مقابلے میں بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے، اس ہاؤس پر بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے، اگر ہم فیل ہو گئے۔۔۔۔

جناب سپیکر: یہ آپ کا بہت اہم پوائنٹ ہے اور پریس والے، میڈیا والے دوست بھی سارے تھک چکے ہیں، ایک لفظ بھی وہ نہیں لکھ رہے ہیں، جس اہم پوائنٹ کی طرف آپ آ گئے ہیں تو ایوان بھی اس کی طرف متوجہ نہیں ہے اور میرے پریس میڈیا کے بھائی بھی متوجہ نہیں ہیں۔ بس، آپ مختصر کریں تاکہ مفتی صاحب، کفایت اللہ صاحب آ جائیں۔

جناب عبدالاکبر خان: سر، میں اسلئے دے رہا ہوں کہ پاپولیشن پلاننگ کیلئے پی ایس ڈی پی میں پچھلے سال چھیالیس کروڑ روپے، پینتالیس کروڑ روپے رکھے گئے تھے، اس سال ایک روپے نہیں ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ فیڈرل گورنمنٹ کے دماغ میں یہ ہے کہ یہ سبجیکٹ تو ہم نے صوبے کو دے دیا ہے اس لئے انہوں نے آپ کو فنڈنگ نہیں کی۔ جب آپ کو فنڈنگ نہیں دی تو چلائیں گے آپ، جب آپ کے پاس چلانے کی قابلیت نہیں ہو گی تو وہ تباہ ہو جائیگا جناب سپیکر، پھر گناہگار ہم ہونگے، یہ صوبہ ہو گا کہ ہم اپنے اختیارات کو جو ہمیں آئین دے رہا ہے، ہم اس کو استعمال نہ کر سکے۔ تھینک یو جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ، تھینک یو، عبدالاکبر خان۔ یہ واقعی ایک اہم پوائنٹ تھا اور اس کیلئے Capacity building ہونی چاہیئے۔ صوبائی خود مختاری کیلئے بہت ہم روئے تھے اور بہت چیخیں ماری

تھیں، ابھی مل گئی ہے تو اس کیلئے Capacity building بہت ضروری ہے۔ جی، مفتی کفایت اللہ صاحب۔

مفتی کفایت اللہ: بسم اللہ الرحمان الرحیم۔ جناب سپیکر، میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے بہت نازک موضوع پر خطاب کی دعوت دی ہے۔ بجٹ کمزور توقعات کیلئے ایک خوش آئند عمل ہوتا ہے اور وہ گیارہ بارہ مہینے اس کا انتظار کرتے ہیں اور بجٹ ہماری اقتصادی پوزیشن کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ محترم وزیر خزانہ صاحب نے تقریر کی ہے لیکن میں ایک شکایت کرتا ہوں کہ ہمارے ہاں بیوروکریسی بہت زیادہ مضبوط ہے تو بجٹ میں ہم سنتے ہیں وزیر خزانہ کو اور وہ ان کی غلطی نہیں ہوتی جناب سپیکر، وہ غلطی ہوتی ہے بیوروکریسی کی اور پھر یہاں ٹھیک ایوان کے اندر وزیر خزانہ ہی مطعون ہوتا ہے تو اس طرح کا تضاد سامنے آجاتا ہے، پھر ہم سوچتے ہیں کہ یہ بات کی جائے یا نہ کی جائے۔ محترم نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ یہ بجٹ جو ہے ٹیکس فری بجٹ ہے۔ دوسرا دعویٰ یہ کیا ہے کہ بجٹ متوازن ہے لیکن مجھے یہ بتادیا جائے کہ جب آپ 'کیپٹل ویلیو ٹیکس' لگاتے ہیں اور سیلز ٹیکس اب آپ کے اختیار میں آگیا ہے اور سروسز ٹیکس آپ لگاتے ہیں جس میں ٹیلی کمیونیکیشن ٹیکس بھی ہے تو اتنے زیادہ ٹیکس لگانے کے بعد یہ فری ٹیکس بجٹ کیسے بن جاتا ہے؟ اور مجھے یہ منطق بھی سمجھ نہیں آتی کہ چونکہ وفاقی حکومت نے 'گڈز' پر ٹیکس کو بڑھایا ہے، سولہ فیصد سے سترہ فیصد تک بڑھادیا ہے، لہذا ہم نے خدمات اور سروسز پر بھی ایک فیصد بڑھانا ہے۔ وفاقی حکومت تو جنگل کا بادشاہ ہے، وہ بچہ دے یا انڈہ دے لیکن ہمارا آپ کی گریبان تک تو ہاتھ پہنچ سکتا ہے۔ وہ بڑھادے تو آپ کیوں بڑھادیتے ہیں؟ اور جب آپ یہ بڑھاتے بھی ہیں تو پھر بھی آپ کہتے ہیں کہ یہ بجٹ فری ٹیکس بجٹ ہے، تو میرے خیال میں آپ کے سیکرٹری خزانہ نے آپ کو کوئی ایسی گولی دی ہوگی ورنہ مجھے اس سے اتفاق نہیں ہے کہ یہ فری ٹیکس ہے۔ محترم وزیر خزانہ نے یہ بھی کہا کہ بجٹ متوازن ہے۔ ہاں، یہ متوازن ہے کیونکہ اس میں کمیاں بھی ہیں اور کچھ خوبیاں بھی ہیں، اگر اس طرح کہا جائے تو متوازن ہے لیکن یہ کہ آمدن اور خراجات کے لحاظ سے متوازن، ایسا نہیں ہے۔ کتنی خوبصورتی سے، پرکاری سے آمدن کو بتایا جناب سپیکر 294.2 بلین اور دیکھیں اخراجات میں کوئی کمی نہیں آئی، ایک اعشاریہ کا بھی، اخراجات ہیں 294.2 بلین، میں اس کو کیا کہہ سکتا ہوں، یہ بہت زیادہ ہوشیار لوگ ہیں جنہوں نے ایسا بنادیا کہ وہ ایک روپے تک بھی آگے پیچھے فرق نہیں تھا لیکن جناب سپیکر، اخراجات یقینی ہیں، شاہ خرچیاں یقینی ہیں اور آمدن توقعات پر ہے، تو یقینی چیز کا تقابل توقع اور شک والی چیز سے نہیں کیا جاسکتا۔ ان کی بجٹ سپیچ بتارہی

ہے کہ ہمیں پچیس بلین بجلی کا خالص منافع ملنے کی توقع ہے۔ یہ بتا رہے ہیں کہ تیل و گیس کی رائلٹی میں 9.4 بلین روپے ہمیں ملیں گے اور بیرونی امداد ہمیں ملے گی 9.3، میں نے ان تمام کو جمع کیا ہے تو میرے اندازے کے مطابق یہ تریالیس بلین کے خسارے کا بجٹ ہے۔ جب یہ بجٹ متوازن نہیں، اگر یہ کہہ دیا جاتا تو غریب صوبہ ہے ہم اس کو قبول بھی کر لیتے، ایسی کوئی بات بھی نہ ہوتی لیکن میں اس پر حیران ہوں کہ ایسا کیوں نہیں کیا گیا؟ جناب سپیکر، میں چند تجاویز دینا چاہتا ہوں۔ خیبر پختونخوا کی تعمیر میں جو فنڈ ہے وہ ایک کروڑ ہے اور مہنگائی بہت زیادہ ہو گئی ہے، اتنے کام اب نہیں ہو سکتے۔ میری تجویز ہے کہ اس کو تین کروڑ تک بڑھایا جائے۔ جناب سپیکر، بے روزگاری کے خاتمے کیلئے کوئی جامع حکمت عملی نہیں ہے، بے روزگاری کیلئے توجہ ہی نہیں دی گئی اور پولیس کی تنخواہوں میں اضافہ میں ضروری سمجھتا ہوں۔ باقی تمام کے تمام لوگ نوکری کیلئے 'ایگریمنٹ' کرتے ہیں اور پولیس اپنی جانوں پر کھیلنے کا 'ایگریمنٹ' کرتے ہیں۔ جب وہ اپنی قیمتی جان پیش کرتے ہیں تو یہ بہانہ مناسب نہیں کہ پچھلے دنوں آپ کی تنخواہ بڑھ گئی تھی لہذا اب دوبارہ اس کو نہیں بڑھایا جا رہا۔ اغواء برائے تاوان ہمارے اس صوبے کا کلچر بن گیا ہے اور اس میں آئے روز شدت آ رہی ہے بہت زیادہ، ہم بجٹ میں یہ امید رکھتے تھے کہ یہ پولیس کے اندر ایک الگ ونگ بنائیں گے اس کیلئے، کہ جس کا اور کوئی کام نہیں ہو گا وہ اغواء برائے تاوان کو ڈیل کرے گا لیکن اگر پورے بجٹ کو دیکھ لیا جائے تو اغواء برائے تاوان کے بارے میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے اور اس سلسلہ میں کسی قسم کی حوصلہ افزائی نہیں ہے۔ جناب سپیکر، عدالتوں پر مقدمات کا بہت زیادہ بوجھ ہے اور بہت سارے لوگ عدالتوں کے چکر لگاتے ہیں، مناسب تو یہ تھا کہ کم از کم پچاس فیصد نئے ججز کی آسامیاں پیدا کی جاتیں تاکہ انصاف آسان ہوتا اور سستا ہوتا اور جلدی ملتا لیکن بجٹ کی رہنمائی کرنے والے لوگوں نے اس پر توجہ نہیں دی اور یوں اس سے بھی بہت زیادہ محروم ہو گئے۔ درانی میڈیا کالونی کی بات ہو گئی تفصیل سے، میں تفصیل تو نہیں بتاؤنگا لیکن میں اپنے ان پریس کے ساتھیوں کے سامنے ضرور یہ عذر بھی کرونگا اور خیر خواہی بھی کرونگا کہ یہ جو ہمارے حکومت والے ہیں ان کو چاہیئے کہ وہ پچاس ہزار کی جو 'ڈاؤن پیمنٹ' ہے اس کو ختم کر دیں اور ان کو قسطوں میں تبدیل کر دیں تاکہ غریب سے غریب بھی اس ریلیف سے محروم نہ ہو جائے۔ جناب سپیکر، ہمارے ہاں ایک منصوبہ ہے، اس کو کہتے ہیں 'سدرن رائیٹ بینک کینال'، تین سالوں سے وہ اے ڈی پی میں Approve ہے لیکن اس کے اندر ایلوکیشن نہیں آتی۔ اس وقت متعلقہ وزیر موجود نہیں ہیں، ہماری درخواست ہے کہ اس کے اندر کوئی ایلوکیشن ڈال دی جائے اور پھر کام کر دیا

جائے اور اسی طرح یہ جو حسن ابدال سے مانسہرہ تک روڈ ہے جی، اس پر اتنے زیادہ حادثات ہوتے ہیں، اتنے زیادہ کہ آدمی برداشت نہیں کر سکتا، خود اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں ہم نے۔ اب وہاں پر کیا ہوتا ہے کہ وہ Approve سکیمیں، 'ایکسپریس وے' ہے لیکن اس پر توجہ نہیں دی جاتی، جب توجہ نہیں دی جاتی تو اس کا نقصان یہ ہوتا ہے کہ وہ ہمارے لئے بہت زیادہ کوفت کا باعث بن جاتی ہیں، اس کی بھی ایلو کیشن ہونی چاہیئے۔ تمام کے تمام پنجاب اور سندھ کو چلی جاتی ہیں وہ رقوم، اور ہمیں وہ رقوم نہیں ملتیں، اگر صوبائی حکومت اس کو Tackle کرے تو مجھے امید ہے کہ یہ آسانی سے بھی مل سکتی ہیں انشاء اللہ ہمیں۔ جناب سپیکر، ہمارے بجٹ کے اندر بیمار صنعتوں کیلئے کوئی جامع پروگرام نہیں ہے اور صنعتوں کیلئے ایک لوڈ شیڈنگ ختم کرنے کی بھی ضرورت ہے اور دوسرا امن وامان کی بھی ضرورت ہے، تو نہ یہاں امن وامان ہے اور نہ یہاں لوڈشیڈنگ کو ختم کرنے کیلئے کوئی جامع پروگرام ہے۔ پورے بجٹ کی کاپیاں دیکھ لیں، وائیٹ پیپر دیکھ لیں، بجٹ کی بک دیکھ لیں تو یہ نہیں کہا گیا کہ لوڈشیڈنگ ہمیں مسئلہ ہے، حالانکہ لوڈشیڈنگ تو بہت بڑا مسئلہ ہے، اس کے اوپر کوئی توجہ نہیں دی گئی۔ میں خوراک میں سبسڈی کے حق میں ہوں لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ پنجاب کا اقتدا اگر کیا جائے، ان کے نقش قدم پر چلا جائے تو زیادہ بہتر ہوگا۔ ہم یہاں سات روپے کی روٹی لیتے ہیں، جب ہم اٹک کو پار کر لیتے ہیں تو وہاں روٹی دو روپے کی بن جاتی ہے اور پھر جب ہم ہری پور داخل ہوتے ہیں تو پھر سات روپے کی بن جاتی ہے۔ اب چونکہ ہمارا راستہ پنجاب سے ہے، اندر سے کوئی راستہ ہے نہیں تاکہ ہم یہ سستی روٹی کو نہ دیکھیں اور ہمیں یہ بات سامنے نہ آجائے تو اس سستی روٹی کو ہم دیکھتے اور نہ پریشان ہوتے۔ تو میں متعلقہ محکمے سے کہونگا کہ آپ خوراک کے اندر سبسڈی کو بڑھانے کا مطالبہ کریں تاکہ ہماری بھی کم از کم اگر دوروپے نہیں تین روپے روٹی ہوجائے سر۔ جناب سپیکر، مہنگائی کو ختم کرنے کیلئے کوئی تجویز نہیں ہے اور ایک عجیب بات آپ کو بتاؤں، وزراء نے اعلان کیا ہے کہ ہماری تنخواہیں کم ہوگئی ہیں، میں تو نہیں سمجھتا، میں طالب علم ہوں، جب یہ بڑھا رہے تھے تو یہاں قانون سازی ہوگئی تھی کہ اب گزارہ نہیں ہو رہا ہے، اب آپ بڑھائیں لیکن یہ گھٹا رہے ہیں تو کوئی قانون سازی نہیں ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ ایگزیکٹیو آرڈر سے یہ تنخواہیں انہوں نے کم کی ہونگی۔ حالانکہ ایگزیکٹیو آرڈر سے نہ تنخواہیں بڑھتی ہیں اور نہ تنخواہیں کم ہوتی ہیں۔ آپ بے شک پوری تنخواہ لیں، بیس فیصد کم نہ کریں لیکن آپ کا جو لمبا چوڑا پروٹوکول ہے، آپ کی جو شاہ خرچیاں ہیں، گورنر ہاؤس کا جو ایک دن کا خرچہ ہے، وزیراعلیٰ ہاؤس کے سی ایم سیکرٹریٹ کا، ہمارا یہ سیکرٹریٹ جو ہے، اگر ہم

ان شاہ خرچیوں کو بھی بند کر دیں تو آپ کی تنخواہ کم کرنے کی کا ہمیں کوئی شوق نہیں ہے لیکن اگر بالفرض و تقدیر شاہ خرچیاں جاری ہوں اور یہ بطور ٹوکن کہا جائے، علامتی طور پر کہ ہم نے تنخواہوں کو کم کر دیا ہے تو یہ ٹھیک نہیں ہے۔ ملازمین کی پنشن اور تنخواہوں میں اضافے کا اعلان ہے لیکن جناب سپیکر، عجیب بات ہے یہ اعلان مرکز نے کیا ہے اور بھگت رہے ہیں ہم، یہ اعلان صوبائی حکومت نے نہیں کیا، یہ مرکز نے کیا ہے اور مرکز نے پابند کیا ہے کہ آپ نے دینا ہے۔ مجھے نہیں معلوم کہ اس کے اندر ہمارے وزیر خزانہ کی کتنی زیادہ مشاورت شامل ہے لیکن یہ تضاد ضرور ہے۔ اسی طرح پولیس کے اندر آسامیاں پیدا کی گئی ہیں 17078 اور ابھی یہ نئی آسامیاں پیدا کر رہے ہیں 5792 اور یہ کل آسامیاں بن جاتی ہیں 22870 لیکن ان کو بتایا گیا ہے کہ وفاق صرف ایک سال کی تنخواہ دے گا اس کے بعد آپ نے تنخواہ دینی ہے۔ میں تو حیران ہوں کہ وزیر خزانہ صاحب کہاں سے پیدا کریں گے؟ 22870 نئی آسامیاں ہیں، انکی ڈبل تنخواہیں ہیں اور اس کیلئے ہمارے پاس کوئی میکینزم نہیں ہے۔ کل اگر وفاق اعلان کر دے کہ ہمارا سال پورا ہو گیا تو ہمارے وزیر خزانہ محترم اس کو کس طرح پورا کریں گے؟ جناب سپیکر، میں چند ناانصافیوں کی طرف بھی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ یہ اے ڈی پی نمبر ہے 464، 465، 466 اور 467۔ اس میں 'اربن' ڈویلپمنٹ پروگرام ہے اور اسکے اندر رقم رکھی گئی ہے 2404 ملین اور یہ بہت افسوس سے کہتا ہوں کہ یہ 'اربن' صرف پشاور ہی ہے، پورے صوبہ خیبر پختونخوا میں کوئی 'اربن' نظر نہیں آئے گا۔ جب ایک کو آپ اس طرح فوکس کریں گے اور محرومیوں کا پیغام دیں گے، یہ تو اچھی بات نہیں ہے۔ میں ایک اور بات بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ اس طرح وہ جو اختیارات ہیں ان کی تقسیم کے اندر جو فرق ہے وہ ایسا ہے، کل پیر صاحب نے بھی کہا تھا کہ اس کا رخ اس طرف ہے، میں یہ نہیں کہتا کہ محترم وزیر اعلیٰ صاحب اپنے ضلع کے اندر کام نہ کریں لیکن جناب سپیکر، آپ حیران ہونگے کہ ٹوٹل نیو روڈ کنسٹرکشن کیلئے 2050 ملین روپے ہیں اور اس میں 1480 ملین روپے صرف اور صرف مردان اور چارسدہ کیلئے ہیں۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ پورا صوبہ خیبر اور پختونخوا دونوں گزارہ کریں گے 570 ملین میں۔ اگر دو اضلاع کے اندر اتنی بڑی رقم آتی ہے اور 22 اضلاع میں 570 آتی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ پتہ نہیں یہ کونسا انصاف ہے، انہوں نے یہ ترازو کس طرح پکڑا ہوا ہے، ترازو کو اپنی طرف ٹھیک یوں تو نہیں کیا ہوا؟ میں سمجھتا ہوں کہ اس ناانصافی کا بھی ازالہ ہونا چاہیئے۔ جناب سپیکر، سوشل ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ کے اندر ایک نئی سکیم ہے اور اس کیلئے ایلوکیشن ہے 114 ملین روپے، 114، جناب سپیکر، میں آپ کی توجہ چاہتا ہوں، اور 114 میں مردان کو 60 دیئے

گئے ہیں اور باقی پورے صوبے کے، کئی اضلاع کو 54 ملین دے دیئے گئے۔ یہ کچھ خیال کریں، زیادہ نہ کریں، کچھ خیال کریں، اگر آپ کچھ بھی خیال کرلیں گے تو انشاء اللہ ہم بھی آپ کے ساتھ گزارہ کریں گے۔ ظاہر شاہ صاحب کا محکمہ ہے ہیلتھ، انہوں نے لیڈی ریڈنگ ہسپتال کیلئے رکھے ہیں 134 ملین اور حیات شہید ہسپتال کیلئے رکھے ہیں 704 ملین، ان دونوں کو اگر آپ ملالیں تو 2783 ملین صرف مردان اور ان دو ہسپتالوں کیلئے ہے اور باقی ٹوٹل کا 40 فیصد حصہ بنتا ہے، یعنی 60 فیصد پورے صوبے کیلئے اور دو کیلئے اتنے۔ جناب سپیکر، ان ناانصافیوں کے ساتھ ساتھ میری یہ بھی گزارش ہے کہ چند باتیں انہوں نے ٹھیک بھی کی ہیں، ایسا بھی نہیں ہے، کوآپریٹیو بنک کی بحالی ہے، وہ ٹھیک قدم ہے اور دارالقضاء کا قیام ہے، وہ بھی ٹھیک ہے لیکن دارالقضاء کے بارے میں میری یہ رائے ہوگی کہ برائے مہربانی دارالقضاء کو انہی خواہشات پر قائم کیا جائے جس کا مطالبہ ہے، ایسا نہیں ہونا چاہیئے کہ وہ دارالقضاء میں کوئی اور چیز مانگ رہے ہیں اور آپ کوئی اور چیز دے رہے ہیں؟ اس طرح اگر کیا جائے گا تو پھر، ایک دفعہ پھر ایک شورش پیدا ہو جائے گی اور پھر یہ کہا جائے گا کہ ہمارا مطالبہ مانا نہیں گیا۔ بہر حال دارالقضاء کے قیام کیلئے فنڈ رکھا ہے، یہ نیک شگون ہے اور اس کو سراہنا چاہیئے۔ دو بلین روپے میں 'باچاخان خپل روزگار' کیلئے ایک بلین ہے، 'بے نظیر ہیلتھ سپورٹ پروگرام' کیلئے پانچ سو ملین ہیں، فنی تعلیم کیلئے تین سو ملین ہیں اور انفارمیشن ٹیکنالوجی کیلئے دو سو ملین ہیں۔ میں صرف شفافیت کا مطالبہ کرتا ہوں، میں فخر افغان باچاخان روزگار کی حمایت کرتا ہوں، میں لفظ 'خپل' کی حمایت نہیں کرتا اس لئے کہ جب کوئی لیڈر ہیرو بن جاتا ہے اور وہ آمر ہو جاتا ہے، پھر کسی ایک پارٹی کا لیڈر اس کو کہنا گناہ ہوتا ہے، ناانصافی ہوتی ہے، وہ پورے علاقے کا لیڈر ہوتا ہے۔ ہم باچا خان کو خپل کہتے ہیں، آپ باچاخان کو خپل کہتے ہیں لیکن یہاں جو 'خپل' کا لفظ آیا ہے، اس سے مجھے شک پیدا ہوتا ہے کہ کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ جس طرح زکواۃ کے اندر آپ نے انصاف کیا ہے، ایسا انصاف یہاں نہ ہو جائے۔ تو میری امید ہے، انشاء اللہ امید ہے کہ ایسا انصاف نہیں ہوگا۔ جناب سپیکر، شاہرات کی تعمیر اور کشادگی کیلئے 17 نمبر صفحہ ہے۔ اگر محترم وزیر صاحب اپنی کتاب کھول کے دیکھ لیں، انہوں نے لکھا ہے کہ وہاں ہم نے شاہرات کی تعمیر اور کشادگی میں پندرہ لاکھ افراد کو روزگار مہیا کیا ہے، میں تو نہیں سمجھتا کہ کام مہیا کیا ہے۔ ہاں، سمجھتا ہوں وہ ٹھیکیدار کے ساتھ جو لوگ ہوتے ہیں، وہ روزگار فراہم کیا گیا ہے جو آج آئے ہیں اور کل نہیں آئیں گے، جو دیہاڑی پر کام کرتے ہیں۔ مجھے معاف کیجئے ایسا مناسب نہیں تھا۔ محکمہ صحت کا حال یہ ہے کہ پورے سال کے اندر ایک ضلعی ہسپتال کو مکمل کیا گیا اور جناب سپیکر، مجھے واٹر سپلائی

میں بتایا گیا ہے کہ تیرہ لاکھ افراد کو ہم نے پینے کا صاف پانی مہیا کیا ہے۔اس کے معنی ہیں کہ صرف تیرہ لاکھ لوگ صاف پیتے ہیں اور باقی نہیں۔ اگر محترم وزیر صاحب صفحہ نمبر2 نکالیں تو انہوں نے لکھا ہوا ہے کہ 'سٹیک' ہولڈرز اور عوامی نمائندوں کے ساتھ ہم نے مشاورت کی ہے، عوامی نمائندے تو ہم ہو گئے،اب یہ 'سٹیک' ہولڈر کون ہو گیا؟ محترم وزیر صاحب! 'سٹیک' ہولڈر ہم ہی ہیں، یہ ایوان ہے، اس سے بڑھ کر کوئی 'سٹیک' ہولڈر نہیں ہے۔ وہ لوگ جو تکنیکی طور پر ماہر ہوتے ہیں وہ 'سٹیک ' ہولڈر نہیں، وہ کلرک ہوتے ہیں اور میں معافی بھی چاہونگا صفحہ نمبر 21 پر انہوں نے کہا ہے کہ سماجی بہبود میں اتنے فیصد، شاہرات میں چودہ فیصد، تعمیرات میں 6.5 فیصد، آبپاشی میں چار فیصد، ان کو جمع کر دیا جائے تو یہ 100 نہیں بنتا،109 بن جاتا ہے۔ (قہقہہ) میں اس پر حیران ہوں کہ کیوں کلرک کو ہماری تقدیر کا قلم سپرد کر دیا جاتا ہے؟ وزیر خود بجٹ نہیں بناتا سیکرٹری بناتا ہے، سیکرٹری نہیں ڈپٹی سیکرٹری بناتا ہے اور ڈپٹی سیکرٹری نہیں یہ نیچے کا اگر کلرک بناتا ہے تو پھر یہی حال ہوتا ہے کہ آج ان فیصدوں کو جمع کریں محترم وزیر صاحب! اور نیچے ٹوٹل دیکھیں تو لگتا ہے کہ 110 بن گئے ہیں، حالانکہ یہ فیصد کیا ہے؟ فیصد کے معنی ہیں 100 کے اندر اندر ہونا چاہیئے۔ جناب سپیکر، بہت زیادہ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ کرپشن کی تدارک کیلئے ہمارے بجٹ کے اندر کوئی چیز نہیں۔ میں وہ 'ٹرانسپرنسی' والوں کی بات کو نہیں مانتا، انہوں نے ہمارے پورے صوبے کو ہدف بنایا ہے۔ انہوں نے میری بھی توہین کی ہے اور حکومت کی بھی توہین کی ہے لیکن ہمیں اپنے طور پر تو اس کرپشن کا تدارک کرنا چاہیئے۔ چلو، ان کی رپورٹ غلط سہی، ایک دن جناب سپیکر، آپ بیٹھے ہوئے تشریف فرما تھے، یہاں پرویز خٹک صاحب نے کھڑے ہو کر یہ کہا تھا کہ آیئے قرآن مجید رکھتے ہیں، جناب سپیکر! ہاؤس کو In order کر دیا جائے اور یہ سینیئر جو ہوتے ہیں یہ بالکل نہیں سنتے، ایک دن آپ تشریف فرما تھے یہاں پرویز خٹک صاحب نے بات کی تھی کہ آیئے کرپشن کو ختم کر دیں اور یہ کہا تھا کہ قرآن مجید درمیان میں رکھ لیتے ہیں اور اس پر ہاتھ رکھتے ہیں ہم لوگ، کہ ہم کرپشن نہیں کریں گے تو کوئی نہیں کرے گا۔ میں بہت زیادہ افسوس سے کہتا ہوں کہ وہ موقع ضائع ہو گیا ہے اور ہم یہ جرات نہیں کر سکے۔ ٹھیک ہے، بحیثیت ایک قوم ہم میں کمزوریاں ہیں لیکن ہمیں اس فرعون کی حوصلہ افزائی نہیں کرنی ہو گی، ہمیں کرپشن کے فرعون کے منہ پر تھپڑ لگانا ہو گا اور اگر آج کوئی بین الاقوامی تنظیم ہمیں بات کرتی ہے، میں کہتا ہوں وہ غلط ہے، میں اس سے اتفاق نہیں کرتا لیکن میں یہ بھی تو کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارے درمیان کیا تدارک ہے، ہم نے کرپشن کو کس طرح منع کر دیا ہے کہ

آج کے بعد بیوروکریسی اور سیاستدان اور ٹھیکیدار کرپشن نہیں کریں گے، کیا لائحہ عمل ہے؟ جب 'ٹرانسپرنسی انٹرنیشنل' کی رپورٹ آئی تو اس کے بعد ہمیں خیال ہو گیا تھا کہ اب کے بجٹ کے اندر کوئی بات رکھی جائے گی لیکن ایسا نہیں ہوا۔ جناب سپیکر، میں ایک منٹ کیلئے ہزارہ کی بات بھی کرتا ہوں اور ہزارہ کی محرومیاں ہم نے آپ کے سامنے بیان کیں، میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے ہمیں بلایا، تمام ہزارے والوں کو اور آپ کے دیکھا دیکھی پھر ہمیں وزیر اعلیٰ صاحب نے بھی بلا لیا۔ ایک اچھی بات تھی لیکن وہ جو بات وہاں طے ہوئی اس پر عمل نہیں ہوا۔ جناب سپیکر، ہزارہ کیلئے اس بجٹ کے اندر اگر آپ روڈ دے دیں تو بہت بڑی مہربانی ہو گی۔ ایک ایسی روڈ کہ پنجاب کو ہمیں سلوٹ نہ کرنا پڑے، ہمیں یہاں مردان سے صوابی گزار دیا جائے، صوابی سے گدون گزار دیا جائے اور گدون سے آگے میرے مداخیل اور دربن پر ایک چھوٹا سا پل بنا دیا جائے اور یوں مانسہرے کے ساتھ 'ٹچ' کر دیا جائے۔ مجھے امید ہے انشاء اللہ العزیز ایسی روڈ ہو گی کہ وہ روڈ انٹرلنک کرے گی اور ہمیں پختونخوا کے اندر اندر سے جانا پڑے گا، ہمیں پختونخوا کے باہر سے نہیں آنا پڑے گا۔ اگر میری تجویز کو مان لیا جائے تو مجھے امید ہے اس کا بہت زیادہ فائدہ ہو گا۔ (تالیاں) جناب سپیکر، وہاں ایک حادثہ بھی ہوا ہے، تمام لوگوں کو اس حادثے کی مذمت کرنی چاہیئے، 12 اپریل کے حادثہ کا اور ساتھ ساتھ یہ کہ جوڈیشل انکوائری نے انصاف نہیں کیا، یہ مطالبہ بھی سامنے لاتا ہوں کہ وہاں اس کو سامنے لانا چاہیئے۔ جناب سپیکر، میں ایک پیچیدگی میں مبتلا ہوں، میری پارٹی کا موقف اور ہے اور میرا موقف اور ہے اور وہ پیچیدگی پختونخوا پہ نہیں ہے، 'خیبر' پر ہے۔ یعنی 'خیبر' پر میری پارٹی بھی کہتی ہے کہ 'خیبر' ٹھیک لفظ نہیں ہے، میں بھی کہتا ہوں، آگے 'پختونخوا ' ہے تو ظاہر ہے اس پر ایک بات ہوتی ہے لیکن اس وقت میں 'خیبر' کی بات کرتا ہوں۔ کل محترم پیر صابر شاہ صاحب نے بہت تفصیلی بات کی ہے اور انہوں نے ایک اچھی نیت سے بھی بتایا ہے لیکن میں تو کچھ حقائق بتاؤنگا، میں کسی کو Criticise نہیں کرونگا۔ خیبر کے بارے میں یہ بات ہے جناب سپیکر، کہ وہ یہودیوں کا قلعہ تھا اور یہ یہودیوں کی شان و شوکت اور انکی عظمت کی جگہ تھی اور جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ طے کر دیا کہ انکی شان و شوکت کو ختم ہونا چاہیئے۔ یہ جو ہماری خیبر ایجنسی ہے اور یہ فاتحین کا دروازہ ہے، اس کو اس کے نام پر رکھا گیا، یہ پرانا نہیں، وہ پرانا ہے اور میں اب بھی یہ سمجھتا ہوں کہ عدم علم کوئی گناہ نہیں ہے، نیک نیتی میں آپ کوئی نام رکھ لیتے ہیں اور اس کا ترجمہ ٹھیک نہیں ہوتا یہ کوئی گناہ نہیں ہے لیکن پھر اس پر اصرار نہ کیا جائے، یہ میری شناخت ہے، یہ میرے بچوں کی شناخت بنے گی۔ میں ہزارہ

کے اندر بھی خیبر پختونخوا کا نام استعمال کرتا ہوں، میں مردان کے اندر بھی خیبر پختونخوا کا نام استعمال کرتا ہوں، اپنے نام کے بارے میں آپ مجھے بولنے تو دیں گے۔ یہ زبان بندی کا قصور مناسب نہیں، یہاں تو بات کرنے کو ترستی ہے زبان میری، میں خیبر کے بارے میں 28 حدیثیں بتا سکتا ہوں جس میں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "اللہ اکبر، خربت خیبر"۔

<u>ایک آواز:</u> مرحبا۔

<u>مفتی کفایت اللہ:</u> کہ اللہ بہت بڑا ہے اور یہودیوں کا قلعہ تباہ ہو گیا ہے اور یہ بات ٹھیک ہے کہ خیبر فتح کرنے سے پہلے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات ٹھیک تھی اور اس کو فتح کرنے کے بعد بھی ٹھیک ہے اور آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ خیبر کو عبرت کی جگہ بناؤ، لہذا آج بھی خیبر کی وہی پرانی بستیاں موجود ہیں اور دیوار بنائی گئی ہے۔ مجھے محترم اکرم خان درانی صاحب نے بھی بتادیا اور وہاں کسی کو تعمیر کرنے کی اجازت نہیں ہے اور جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے کہا تھا کہ جب آپ اس راستے سے گزریں اور خیبر آئے تو تیز تیز گزریں، یہاں پڑاؤ نہ کریں۔ میں تو رو رہا ہوں، اپنے نام کیلئے رو رہا ہوں اور جب صحابہ کرام تیار ہوتے تھے اور وہ گھوڑے تیار کرتے تھے جہاد کیلئے تو وہ ایک نعرہ لگاتے **"خیبر خیبر یا یہود"**، یہ بخاری شریف میں ہے، **"خیبر خیبر یا یہود جیش محمد صوف یعود"** خیبر کی شکست یاد کرو یہودیو! نبی علیہ والصلواہ والسلام کا لشکر دوبارہ آرہا ہے۔ بطور مسلمان میرا عقیدہ ہے کہ جس لفظ کو نبی علیہ والسلام نے تباہی کا لفظ بتایا ہے وہ میری فلاح کا نہیں بن سکتا، وہ میری کامیابی کا نہیں بن سکتا، وہ میری شناخت کا حصہ نہیں بن سکتا اور پھر ہمیں یہ بھی اعتراض ہے کہ جب انگریزوں نے ہمیں این ڈبلیو ایف پی کا نام دیا تو ہم نے مخالفت کی، باہر کا کون آدمی ہوتا ہے جو ہمیں نام دیتا ہے لیکن جب اسمبلی نے قرارداد پختونستان منظور کی یا پختونخوا منظور کر دی تو پھر لاہور والوں نے ہمیں پھر 'خیبر' بھی لگا کر دے دیا۔ جس طرح میں انگریز کی بات نہیں مانتا اپنے نام رکھنے کیلئے تو میں تحت لاہور کی بات بھی نہیں مانتا، مجھے اتنا حق دے دیا جائے (تالیاں) مجھے اتنا حق دے دیا جائے کہ میں اپنے نام کی اسلامی تشخص کروں۔ جناب سپیکر، میں اے این پی والوں سے کہتا ہوں کہ آپ نے بڑی جدوجہد کی ہے، پیپلز پارٹی والوں نے آپ کا ساتھ دیا ہے، اب میں قانونی طور پر اپنے لیٹر پیڈ پر خیبر پختونخوا لکھوں گا۔ میں آپ کو بھی خیبر پختونخوا اسمبلی کا سپیکر سمجھتا ہوں، اپنے آپ کو رکن سمجھتا ہوں لیکن حقیقت یہ ہے کہ اگر بچے کا نام شہتوت خان رکھ دیا ہے اور میں بولتا ہوں کہ بچے کا نام عبدالکریم ہو، اس بچے کا نام کرامت اللہ ہو، اس کا نام اکرم خان ہو تو میرے گلے کو نہ

گھونٹا جائے، مجھے اس کی اجازت دے دی جائے کم از کم۔ جناب سپیکر، میں بہت زیادہ اس بات کو حساس سمجھتا ہوں اور میں اٹھارھویں ترمیم کے بعد انیسویں ترمیم کی درخواست کرتا ہوں۔ انیسویں ترمیم میں کیا ہو؟ تمام لوگ مل جائیں اباسین پر اتفاق کر لیں، ہزارے کی وہ محرومیاں بھی ختم ہو جائیں گی، تمام لوگ مل جائیں پختونستان پر اتفاق کر لیں، یہ نام بھی قابل اعتماد ہے، تمام لوگ مل جائیں پختونخوا پر اعتماد کر لیں، یہ بھی قابل اعتماد نام ہے لیکن میرے اس صوبے کے نام پر یہاں کشت و خون نہیں ہونا چاہیئے، لوگوں کو مرنا نہیں چاہیئے، میرے ضلع کے، میرے صوبے کے سکون کو تباہ نہیں کرنا چاہیئے۔ آج جنوبی اضلاع کے اندر خوف ہے، یہاں اگر سوات کے اندر آپریشن ہے، ملاکنڈ ڈویژن کے اندر، جنوبی اضلاع کے اندر یہ چیز ہے اور ہزارہ کے اندر الحمدللہ سکون ہے۔ ایک سازش کے ذریعے میرے ہزارے کے سکون کو تباہ کر دیا گیا ہے۔ آج میں وہاں نہیں سو سکتا، مجھے وہاں نہیں چھوڑا جاتا۔ جناب سپیکر، میں ان پارٹیوں سے کہتا ہوں جن کے پاس اکثریت ہے، آپ سے کہتا ہوں، آپ جمہوری لوگ ہیں آپ ڈکٹیٹر نہیں ہیں، کسی قوم کی رائے کو دبائیں نہیں۔ ہزارہ والے اگر آج صوبہ مانگتے ہیں تو اسی طرح مطالبہ ہے جس طرح ضلع مانگا جاتا ہے، جس طرح ڈویژن مانگا جاتا ہے، جس طرح ایک تحصیل مانگی جاتی ہے، ایک یونین کونسل مانگی جاتی ہے اور ہزارے والوں کیلئے میں بھیک مانگتا ہوں آپ سے، خدا کیلئے ضد نہیں کرو، پیپلز پارٹی والو! آپ بھی مان لو، اے این پی والو! آپ بھی مان لو، آپ جمہوری لوگ ہیں، جمہوری کلچر کو فروغ دو۔ ایک قرارداد کو لے آؤ، اس قرارداد کے اندر متفقہ طور پر اگر یہ سفارش کر دی جائے کہ ہزارہ کو صوبہ بنا دیا جائے، نہ آپ کی صحت پر اثر پڑے گا اور نہ آپکی قرارداد سے صوبہ بنے گا (تالیاں) کم از کم یہ معلوم ہو جائے گا، یہ معلوم ہو جائے گا کہ آپ جمہوری لوگ ہیں اور آپ کشت و خون نہیں کرنا چاہتے، آپ مارنا نہیں چاہتے۔ یہ معلوم ہونے کیلئے آج اے این پی کو بھی جمہوری ہونا چاہیئے، آج پیپلز پارٹی کو بھی جمہوری ہونا چاہیئے، آج مسلم لیگ (ن) کو بھی جمہوری ہونا چاہیئے، آج جمعیت علماء اسلام کو بھی جمہوری ہونا چاہیئے، آج مسلم لیگ (ق) کو بھی جمہوری ہونا چاہیئے اور آج پیپلز پارٹی شیرپاؤ کو بھی جمہوری ہونا چاہیئے۔ اگر ہم جمہوری راستے سے اس آواز کو روکیں گے، معاف کیجئے ایک خونی انقلاب میں دیکھ رہا ہوں، ایک خطرہ میں محسوس کر رہا ہوں، اس کا سامنا پھر کوئی نہیں کر سکے گا۔ پھر میں آپ کے سامنے روؤں گا، آپ میرے سامنے روئینگے اور ہم ایسا نہیں کرینگے۔ آخر میں جناب سپیکر۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر</u>: شکریہ۔

مفتی کفایت اللہ: عرض کرتا ہوں ان محرومیوں پر:

ے آ عندلیب ناداں کریں ملکر آہ وزاریاں تو ہائے گل پکار اور میں چلاؤں ہائے دل

و آخِرُ الدَعْوَانا أَنِ ٱلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ ٱلْعَـٰلَمِينَ۔

جناب سپیکر: حکومت، وزیروں میں سے جی، میاں افتخار حسین صاحب۔ نماز کا وقت بھی ہو چلا ہے بلکہ قضا ہو رہی ہے۔ جی، میاں صاحب۔

میاں افتخار حسین (وزیر اطلاعات): بسم اللہ الرحمان الرحیم۔ جناب سپیکر صاحب، ډیره مهربانی۔ رښتیا خبره ده چه د درے ښلورو ورځو نه مسلسل بحث روان دے او ټولو مشرانو زمونږ د ایوان ملګرو په وخت وخت خپله خپله خبره کړے ده، چونکه زیاته خبره د هزارے د ملګرو د طرف نه شوے ده او په هغے لحاظ زه وایم چه په اردو کښے یو څو خبرے په دے بنیاد اوکړم چه ټول ملګری، دا ښه ده چه لږ ډیر په اردو پوهیږو دا به لا بله مسئله وه، تو میں اس لئے اردو میں عرض کرنا چاہوں گا کہ مفتی صاحب بھی بڑے دلائل سے اردو میں بولے ہیں، تو شاید میری پشتو کو اس طرح وہ نہ سمجھے، تمام اکابرین جن میں خود درانی صاحب بھی یہاں پر تشریف رکھتے ہیں، لودھی صاحب بھی تشریف رکھتے ہیں، سکندر صاحب تو موجود نہیں ہیں، عباسی صاحب بھی موجود ہیں جو بہت دلائل سے بولے اور شازیہ بی بی بولیں، وہ بھی آج نہیں ہیں، بہت شریں زبان میں وہ بولی ہیں، اب بیٹھی ہوتی تو اسکے حوالے سے بھی کچھ عرض کرنا تھا۔ سب سے پہلے تو یہ کہ جناب سپیکر صاحب، بجٹ پہ یہ ایک ہماری روایت ہے اور روایتی انداز میں بجٹ جتنا بھی اچھا ہو، اپوزیشن کا اس کو برا کہنا ہے اور بجٹ جتنا بھی برا ہو حکومتی ارکان کا اسکو اچھا کہنا ہے یہ ایک روایت بن چکی ہے بد قسمتی سے یا خوش قسمتی سے لیکن حقیقت یہ ہے کہ تم لاکھ دفعہ کہو کہ یہ بجٹ صحیح نہیں ہے، پاکستان کی تاریخ میں، اس صوبے کی تاریخ میں خیبر پختونخوا کا پہلا بجٹ جو ہے یہ تاریخی بجٹ ہے، کسی بھی مد میں آپ اٹھا کے دیکھیں تو ایسی مد نہیں ہے جس میں اضافہ نہیں ہوا ہو۔ لہذا Objection سر آنکھوں پر، اختلاف سر آنکھوں پر، اختلاف اس لئے کیا جاتا ہے کہ کچھ خامیاں رہ گئی ہوں تو اس خامی کو دور کیا جائے، ان کا بھی اتنا ہی اس صوبے پر حق ہے جتنا ہمارا ہے، آج ہم حکومت میں ہیں کل یہ حکومت میں ہوں گے اور یہی طریقہ کار رہے جو آ تا آ رہا ہے، لہذا ایسی کوئی بات نہیں ہے کہ انہوں نے اختلاف کیا تو ہمیں برا لگا، انہوں نے اپنی ڈیوٹی نبھائی، ہم جب جواب دیں گے تو یہ ہماری ڈیوٹی ہے کہ

ہم ان کو جواب دیں اور جواب اس لئے دینا پڑتا ہے کہ لوگوں کو اندازہ ہو جائے کہ حقیقت میں وہ خود جان سکیں کہ حقیقت کتنی ہے؟ تو اسمیں بجٹ کے حوالے سے بہت کم باتیں کی گئی ہیں، سیاسی انداز میں بہت بولا گیا ہے، جو ٹیکنیکل باتیں ہیں اس کیلئے ہمارے فنانس منسٹر صاحب از خود یہاں پر تشریف رکھتے ہیں تو وہ ہی اس پر اگر بتائیں تو وہ مناسب رہے گا۔ میں چند ان باتوں تک اپنے آپ کو محدود رکھوں گا جس کے زیادہ تر سیاسی پہلو نکلتے ہیں اور ہم سمجھتے ہیں کہ اس موقع پر ہمارا صوبہ جس صورتحال سے دوچار ہے، میں کئی بار اپنی ڈیوٹی نبھا بھی چکا ہوں اور بریفنگ دے بھی چکا ہوں حکومت کی جانب سے کہ خدا کے فضل وکرم سے صورتحال کافی بہتر ہے لیکن یہ اس طرح نہ سمجھا جائے جس طرح دکھائی دے رہا ہے۔ یہ ایک وارننگ ہے، ایک تیاری ہے، ایک صورتحال ہے جو ہمیں درپیش ہے اور کسی وقت بھی کچھ ایسا لمحہ آ سکتا ہے کہ ہم گزشتہ لمحات کو بھول جائیں، لہذا ایسی حقیقتوں کو اگر ہم الفاظ کے لبادے میں اوڑھ کے پیش کریں تو یہ مناسب نہیں رہے گا۔ سیدھی سی بات ہے کہ بین الاقوامی صورتحال اس طرف جا رہی ہے، بین الاقوامی سطح پر صورتحال اس نہج پر پہنچ چکی ہے کہ کسی طور بھی آخری 'راؤنڈ' کھیلا جائے تو اس کے نتائج نہایت خطرناک ہونگے، لہذا ان نتائج کو ہمیں بھی بھگتنا ہوگا۔ بدقسمتی سے یہ لڑائی ہماری سرزمین پر لڑی جا رہی ہے تو زیادہ تر اثرات اس کے ہم پر ہونگیں، لہذا میں اس کی تفصیل میں جانا نہیں چاہتا، صرف ساتھیوں کو اعتماد میں لینا چاہتا ہوں کہ اس صورتحال کو دیکھتے ہوئے جو گزشتہ دو سالوں سے ہم پر بیت رہی ہے، جس میں ہم خون سے نہلائے گئے ہیں، ایسی صورتحال میں بجٹ کو تیار کرنا اور پھر اتنی ایمانداری سے اس کو وقت دینا اور ہر محکمے کی جانچ پڑتال کرنا اور یہاں پر علاقوں کے نام لیے جاتے ہیں، اے ڈی پی کے حوالے سے جو بھی تقسیم ہے، سکولوں کے حوالے سے جو طریقہ کار ہوتا ہے، اس میں کوئی ایسا ضلع نہیں ہے جس کو Ignore کیا گیا ہے۔ خصوصی طور پر تو ہر جگہ ہوتا ہے کہ اگر ایک ضلع میں یونیورسٹی بنی ہے اور ہم کسی اور ضلع میں یونیورسٹی بنائیں تو دوسرا ضلع کہے گا کہ ہمیں دیا نہیں، بابا! تم نے پچھلے سال لیا تو اس سال دوسرے کا نمبر ہے، تو ایک طریقہ کار ہے کہ کبھی ایک اضلاع میں سکیمیں زیادہ ہوتی ہیں سپیشل حوالے سے، کبھی دوسرے اضلاع میں ہوتی ہیں، کوئی بھی ضلع کسی دوسرے ضلع پر ترجیح نہیں رکھتا۔ یہ تمام تر ہماری سرزمین ہے اور ہر ایک کا ہم پر حق ہے، کسی کو ملے تو اچھا ہے کسی کو نہ ملے تو دینے کیلئے ہم کوشش کرینگے کہ ان کو بھی انکا حق ملے۔ لہذا اس کو Negative sense میں نہ لیا جائے بلکہ Positive sense میں لیا جائے تو یہ مناسب رہے گا۔ لہذا چند باتیں اور ہیں کہ اس پس منظر میں اگر آپ دیکھیں تو

اس حکومت نے، اپوزیشن کا بھی ایسا نہیں ہے کہ انہوں نے ہمارا ساتھ نہیں دیا، انہوں نے بھی ساتھ دیا بہت سے مراحل پر ان کو ہم نے اعتماد میں بھی لیا، ہمارا ساتھ بھی دیا۔ اب بجٹ کے بارے میں بہت سارے سوالات ایسے اٹھائے جاتے ہیں کہ اعتماد میں نہیں لیا گیا، بابا! جو طریقہ کار ہوتا ہے ایک تو ہمارے فنانس منسٹر اور فنانس ڈیپارٹمنٹ نے وہ طریقہ کار اپنایا لیکن جو طریقہ کار آپ کہتے ہیں کہ ہر ایک کو بیٹھا کے بجٹ کے حوالے سے اعتماد میں لیا جائے تو شاید چار پانچ سال گزر جائیں اور ہم ایک بجٹ بھی تیار نہ کر سکیں، یہ کوئی طریقہ کار ہوتا ہی نہیں ہے، نہ اس سے قبل کبھی ہوا ہے۔ ہم نے پچھلی دفعہ بھی اپوزیشن کو اعتماد میں اس لئے لیا تھا کہ صورتحال کچھ ایسی تھی کہ ہمیں یہ اجلاس مختصر کرنا پڑے گا، لہذا اس حوالے سے ہم نے ان کو اعتماد میں لیا اور انہوں نے ہمارا ساتھ دیا، ہم ان کے مشکور ہیں۔ اس دفعہ ہم نے یہ منت سماجت اس لئے نہیں کی کہ ہم کھل کر ان کو وقت دینا چاہ رہے ہیں اور یہ مناسب نہیں تھا، صورتحال بالکل کچھ ایسی ہے کہ اجلاسوں کو کم وقت دیا جاتا ہے اور بہت سارے ساتھیوں کو بولنا پڑتا ہے، تو ہم نے کہا کہ چلو اگر کسی حد تک خطرہ ہے بھی تو اس خطرے کو مول لیتے ہیں لیکن ان کو کھل کر بات کرنے کی اجازت دی جائے۔ لہذا اگر کوئی ایسا موقع اب بھی آیا تو ہم اپوزیشن کو دل وجان سے چاہتے ہیں، ہم یقیناً ان کو اعتماد میں لیں گے۔ اب بھی اگر وہ کوئی ایسی بات محسوس کرتے ہیں کہ ہم نے اعتماد میں نہیں لیا تو ہم بڑی ایمانداری سے کہتے ہیں کہ اس صوبے کو چلانے کیلئے، حکومت کو چلانے کیلئے اور صورتحال سے نمٹنے کیلئے ہم ضرور ان کو اعتماد میں لیں گے ہر وہ کوشش کرینگے کہ ان کو ہر مسئلے پر اعتماد میں لیں، اس بجٹ میں بھی جب یہ کٹ موشنز کے حوالے سے بات کریں گے۔ اب جو انہوں نے تقاریر کیں، ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ بھی ان کا ایک اعتماد ہے جو ہمیں صحیح راستہ بتانے کیلئے یہ اپنے انداز اپنا رہے ہیں اور اس حوالے سے چونکہ سکندر صاحب موجود نہیں ہیں، اس نے بہت سٹڈی کی اور فگرز کے حوالے سے اس نے بات کی تھی، چند باتیں ایسی ہیں کہ ان کو ذرا بعد میں، جبکہ مفتی صاحب کے حوالے سے لوگ اس انتظار میں ضرور ہونگے لیکن پختونستان کے حوالے سے درانی صاحب نے بات کی، ہمیں تو اس نام سے اختلاف رہا نہیں ہے پختونستان ایسا نام نہیں ہے کہ کسی کو اختلاف ہو، چونکہ Consensus بنانے کیلئے ہمیں ضرورت پڑھ گئی کہ ایسا نام ہو جو یہاں کی پہچان بھی ہو اور سارے ساتھی اس پر اتفاق بھی کریں تو اسمیں کونسی قباحت تھی اور پھر ہم درانی صاحب کے مشکور ہوں کہ انہوں نے اس وقت پختونستان کی بجائے، بی بی صاحبہ نے ان سے ریکویسٹ کی اور انہوں نے مان لیا اور پختونخوا کی قرارداد میں انہوں نے ہماری حمایت کی۔ اب بھی ہماری

لڑائی پختونخواہی کی تھی، سارے لوگ جانتے ہیں، ہم نے کبھی ایسے مرحلے پر نہیں کہا کہ پختونخوا نہ ہو، بلکہ ہم نے تو یہاں تک بھی کہہ دیا تھا کہ اگر پہچان کی حد تک بات ہو تو افغانیہ بھی ہو سکتا ہے، افغانیہ، پختونستان اور پختونخوا، تو ساری پارٹیوں نے پختونخوا پر ہمارے ساتھ اتفاق کیا، ہم ان کے مشکور ہیں۔ مسلم لیگ (ن) کی بات آئی تو انہوں نے اختلاف کیا، اختلاف جب کیا تو انہوں نے دستخط نہیں کیا، لہذا ہم کو انہیں اعتماد میں لینا پڑا۔ اگر کوئی اور پارٹی دستخط نہ کرتی اور وہ اختلاف کرتی تو ہم ان کو بھی اعتماد میں لیتے لیکن چونکہ تمام پارٹیوں نے دستخط کر کے اتفاق کر لیا تو جنہوں نے نہیں کیا تو ہم نے ان کو اعتماد میں لیا، اس لئے مسلم لیگ (ن) کے حوالے سے ایسی کوئی بات نہیں کہ ہم نے یہ Threat دی، اگر ہم تر سٹھ سال بے نام رہ سکتے تھے تو یہ بھی کوئی بات ہے کہ خیبر پختونخوا نہ دیا جائے تو یہ پاکستان ٹوٹ جائے گا، خدا نہ کرے ایسی کوئی بات نہیں، ہم پاکستان کے چوکاٹ میں رہتے ہوئے نام مانگ رہے ہیں اور ہم پہچان کی حد تک، البتہ یہ سٹینڈ ہمارا ضرور ہے اور یہ رہے گا اور ہم اس پر قائم ہیں کیونکہ ہم سمجھتے ہیں کہ مضبوط مرکز کی سیاست کا دور ختم ہو کر رہ گیا ہے، اگر پاکستان کو مضبوط بنانا ہے تو چار اکائیوں کو مضبوط بنانا ہے، ان میں ایک خیبر پختونخوا بھی ہے، لہذا ہم اس حوالے سے کہ خیبر پختونخوا کا اگر نام رکھا گیا ہے تو یہ افہام و تفہیم کے نتیجے میں آیا ہے۔ اب خیبر کے حوالے سے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جان نچھاور ہو، ہماری جان ان پر نثار ہو، ان کی ہر بات ہمارے لئے حرف آخر ہے، عجیب سی منطق ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہودیوں کے عرب میں خیبر کی بات کر رہے ہیں یا پختونوں کی سرزمین میں خیبر کی بات کر رہے ہیں؟ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لفظ کی مخالفت نہیں کی، جس خیبر پر یہودیوں کا راج تھا اس کے حوالے سے نحوست کی بات کی، خدا نہ کرے کہ ہمارے پختونوں کے خیبر پر یہودیوں کا راج ہو (تالیاں) یہاں پر خدا کے فضل و کرم سے مسلمان پختونوں کا راج ہے، لہذا خلط ملط نہ کیا جائے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو بھی لفظ فرما چکے ہیں، ہم تمام کے تمام ان کے پیروکار کی حیثیت سے ایک ایک لفظ پر جان نچھاور کرنے کیلئے تیار ہیں۔ خدارا ایسی باتوں میں سیاسی انداز میں ایسی شخصیت اور ہستی کو نہ لایا جائے کہ اس کی آڑ میں ایک نام کو اس حد تک رکھا جائے کہ یہ خیبر تو منحوس ہے، خدا نہ کرے کہ خیبر منحوس ہو، وہ خیبر منحوس تھا جو یہودیوں کے قبضے میں تھا لیکن جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فتح کیا اور خیبر بی بی جو کہ یہودی تھی اور وہ مسلمان ہوئی اس سے شادی ہوئی تو کسی نے یہ نہیں کہا کہ خیبر سے آئی ہو ان سے شادی کیوں کی، وہ تو پھر فتح کی نشانی بن گئی۔ وہ خیبر جو یہودیوں کا تھا وہ نفرت کے حوالے سے تھا، جب حضرت علی

کرم اللہ وجہہ نے فتح کیا وہ تو پھر مسلمانوں کا تھا۔ رہی یہ کہ وہ آج بھی ٹھیک نہیں ہے تو مسلمانوں کی سرزمین تو اب بھی ہے، ایسا تو نہیں ہے، مسلمانوں کی سرزمین میں اچھی جگہیں بھی ہونگی خراب جگہیں بھی ہونگی، لہذا میں اپنے پختونوں کے خیبر کو اپنے پختونوں کی پہچان سمجھتا ہوں (تالیاں) اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ غیور پختونوں کا درہ خیبر ہمارا بین الاقوامی درہ ہے، یہ ہمارا راستہ ہے اور ہمیں اس پر فخر ہے اور میں رسول اکرم ﷺ کی اس حدیث کی روشنی میں جب وہ فرمایا کرتے تھے کہ میں علم کا باغ ہوں حضرت علی کرم اللہ وجہہ اس کا دروازہ ہے، یہ پختونخوا پختونوں کا مسکن ہے اور خیبر اس کا دروازہ ہے اور یہ خیبر پختونخواہ ہمیں قبول ہے (تالیاں) لہذا ان حوالوں سے اس طریقے سے اس نام کو متنازعہ نہ بنایا جائے، آئین کا حصہ بھی ہے، ہمیں اس پر فخر بھی ہے، ہم تو پختونخوا مانگ رہے تھے، عزت کے ساتھ کپڑے پہننے کیلئے پہچان مانگ رہے تھے، انہوں نے ہمیں پگڑی بھی دی، لہذا کپڑوں کے ساتھ پگڑی ہمیں سرآنکھوں پر منظور ہے اور ہمیں خیبر پختونخوا نام قبول ہے۔ لہذا اس باتوں پر مزید، رہی ہزارہ کی بات اور اس کی رپورٹ کی بات تو میں پہلے بھی یہ بات کہہ چکا ہوں اور حکومت کی طرف سے ذمہ داری کی بنیاد پر یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ ہزارہ والے ہم اپنے دل اور جگر کا حصہ سمجھتے ہیں۔ یہ عجیب سی بات ہوگی کہ ہمارے خیبر پختونخوا میں تو ایک ہی ڈویژن تھا جو پرامن تھا، کس نے اس کی پرامن فضا کو خراب کیا؟ اس کو تو ہم دیکھ رہے تھے کہ سیاحت کی، وہاں پر ایجوکیشن کی، ہزارہ کے لوگ ذہنی طور پر، آداب کے طور پر، خاصیت کے طور پر کافی پرامن لوگ ہیں ان کو کس نے اکسایا اور بارہ دن تک جب یہ تحریک پرامن چلتی رہی، ہم بھی برداشت کرتے رہے، یہ ان کا جمہوری حق تھا۔ خون میں ہزارہ کو کس نے نہلایا، کس نے اس طرف قدم رکھے، کون تھے وہ لوگ؟ آج وہ لوگ رپورٹ کو بھی جھوٹا سمجھ رہے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ رپورٹ کو شائع کرو، ہم دھرنا ماریں گے، ہم ہائی کورٹ کے سامنے دھرنا ماریں گے، ان کا یہ خیال تھا کہ شاید ہم بچ جائیں گے اور اس میں کوئی اور لتاڑا جائے گا، تو یہ چیخ چیخ کر کہہ رہے تھے کہ رپورٹ کو شائع کرو، جب شائع ہوگیا اور ان کے دامن پر بھی داغ نکل آئے تو رپورٹ کو منظور نہیں کیا۔ رپورٹ ہمیں منظور ہے اس لئے کہ جوڈیشری نے یہ انکوائری کی ہے اور یہ غیر جانبدارانہ ہے۔ اس میں بہت سارے ایسے اشارے بھی ہیں جو حکومت کی طرف بھی ہیں، چونکہ ٹیکنیکل ضرور ہے اور ہم نے اس پر عمل درآمد کرنا شروع کیا ہے، اس میں سے اشارات مل رہے ہیں کہ کیا کیا ہوا، کس وقت ہوا، کیسے ہوا، کس نے کیا، کس نے اکسایا، اس کی بنیاد پر ہم ایف آئی آر درج کر رہے ہیں اور جو بھی اس کے زمرے میں قصوروار نکلا، کوئی روئے کوئی ہنسے ہم

اس کو ایسی مثالی سزا دیں گے، قیامت تک وہ پھر یاد رکھیں گے، کوئی اس طرح کی حرکت نہیں کر سکے گا۔ (تالیاں) یہ اب دامن چھڑانے کی بات نہیں ہے، اب پیچھے ہٹنے کی بات نہیں ہے، ایک کام ہوا ہے تو انجام تک پہنچنا ہے۔ ہمیں ہزارہ کی پر امن فضا کو جس نے بگاڑا ہے ان کو سزا دینی ہے، ہمیں اس امن کو دوبارہ لوٹا کر لانا ہے۔ ہم خیبر پختونخوا کے اس ڈویژن کو جس میں اشتعال پیدا کیا گیا ہے، اس اشتعال کو ہم دور کر رہے ہیں۔ جناب سپیکر صاحب، بہت سارے لوگ یہ تماشہ دیکھ رہے تھے کہ شاید حکومت ایسی غلطی کر بیٹھے کہ یہ آگ مزید بھڑکے لیکن جب بھڑکتا ہوا آگ ہم نے دیکھا، ہم نے ایسی حکمت عملی اپنائی کہ دیکھتے ہی دیکھتے جو آگ کے شعلوں کو ہوا دے رہے تھے، اب لاکھ ہوا دے لیکن اس طرح شعلے باقی نہیں رہے۔ اس لئے نہیں رہے کہ ہم نے برداشت کیا، ہم دیکھتے بھی رہے، سنتے بھی رہے کہ "حکومت سے مذاکرات نہیں ہونگے، یہاں پر خیبر پختونخوا کے نام کی پلیٹ لگانے والی گاڑی نہیں آئے گی، جو بھی افتتاح کرے گا، خیبر پختونخوا کی پلیٹ لگائے گا ہم اس کو اکھاڑ کر پھینک دیں گے" بابا! یہ سول نافرمانی ہے، آئین نہ ماننے کی، ہمیں تو بہت سارے پاپڑ بیلنے پڑے ہیں، اس نام کو لیتے ہوئے ہمیں جیل جانا پڑا، ہماری جائیدادیں ضبط ہوئیں، ہم جنازیں لیکر آئے جیلوں سے، عجیب سی بات ہو گئی، سول نافرمانی کی بات کروگے اور پھر جھنڈا بھی بناؤ گے۔ ابھی تک تو پاکستان میں کسی صوبے کا جھنڈا نہیں بنا، تو یہ کس طرف آپ لے کر جارہے ہیں؟ خدارا ہم ان لوگوں سے کہنا چاہتے ہیں کہ صرف فوٹو کی خاطر، جذباتی انداز میں اپنی لیڈری چمکانے کی خاطر ملک کو داؤ پر مت لگاؤ، اس ملک سے دشمنی نہ کرو۔ کوئی بھی اگر ملک سے پیار کرنا چاہتا ہے تو اس آگ پر پانی ڈالو۔ صرف اس لئے کہ کل کو میں الیکشن جیتوں گا، آپ کو کیا پتہ حقیقی صورتحال آئے گی جن جن لوگوں نے اس صورتحال سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی ہے ان کو خود پتہ لگے گا کہ انہوں نے کیا کچھ کیا ہے؟ یہ لوگ جانتے ہیں، یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ کون ہمیں مروانا چاہتا ہے، کون ہمیں زندگی دینا چاہتا ہے؟ لہذا ہم ہزارہ کے جو وہاں پر کمیٹی کے لیڈران ہیں، جب وہ کہتے ہیں کہ ہم مذاکرات نہیں کرنا چاہتے، ہم نے پہلے بھی کہا، آج بھی کہتے ہیں کہ ہم اشتعال میں نہیں آئیں گے۔ یہ حکومت کی نشانی نہیں ہوتی کہ عوام کے اندر سے کوئی اشتعال ہو اور ہم اشتعال میں آئیں اور ضد میں کوئی بات کریں، ہم شعوری طور پر کہتے ہیں کہ ہم آج بھی مذاکرات کیلئے تیار ہیں، ہم ہزارہ کے زخموں کو اپنا زخم سمجھ کر اس پر مرہم رکھنا چاہتے ہیں۔ کسی طور پر بھی ہم اس کو اپنے آپ سے دور رکھنا نہیں چاہتے، تم لاکھ کہو لیکن وہ خیبر پختونخوا کا حصہ ہے اور خدا کے فضل و کرم سے وہ سب سے اچھا حصہ رہے گا اور ہم سمجھتے ہیں کہ ان کو

ایسا خصوصی پیکیج دیں گے کہ تماشہ دیکھنے والے تماشہ دیکھتے رہ جائیں گے لیکن ہزارہ کے عوام خوش ہونگے، یہ ہماری ذمہ داری ہے۔ (تالیاں) لہذا ہم سمجھتے ہیں، جناب سپیکر صاحب، مجھے اندازہ ہے کہ وقت سمیٹتا چلا جارہا ہے لیکن یہ ہزارہ کے حوالے سے کوئی بڑی Sensitive رپورٹ کی بنیاد پر، کہ اس کو اگر کوئی Reject کرے تو خدارا ایسی بات نہ کی جائے، پھر ہمیں راستہ تو دکھایا جائے کہ کونسی رپورٹ مانی جائے گی، کون پھر انکوائری کرے گا، ہمیں تو یہ بھی کہا جائے؟ اور پھر آخر میں یہ بات کہتا چلوں کہ 'ٹرانسپرنسی انٹرنیشنل' کے حوالے سے بہت سارے سوالات اٹھائے گئے اور ہر ایک نے یہ کہا کہ کرپشن بڑھ گئی ہے۔ کوئی سوچے تو سہی، آخر ایسے وقت میں ان کو ضرورت کیوں پڑی؟ یہ 'ٹرانسپرنسی انٹرنیشنل' ہر سال اس طرح نہیں کیا کرتی، ڈکٹیٹر شپ کے زمانے میں چھ سالوں میں انہوں نے دو دفعہ کیا اور ہمارے دو سالوں میں دو دفعہ، تو آپ اندازہ لگائیں کہ اس کی سیاسی بنیادیں کتنی پختہ ہیں؟ اور پھر ایسے وقت میں اور پھر آپ اندازہ کریں جناب سپیکر صاحب، اس کیلئے جو شہر منتخب کئے گئے ہیں، سارے پاکستان میں ہر ایک صوبے سے پانچ پانچ شہروں کو لیا گیا ہے۔ ہمارے صوبے سے انہوں نے، پانچ ہیں لئے چار ہیں، چار میں ایک پشاور ہے اور پشاور میں بھی یہی اطلاعات ہیں کہ حقیقی معنوں میں یہاں پر سروے ہوا نہیں، نام ہے اس کی کتاب میں 'ٹرانسپرنسی'، یہاں پر میرے پاس وہ کتاب پڑی بھی ہوئی ہے، یہ ہے اور اس میں یہ ریکارڈ دیا گیا ہے تمام تر اور پھر جو شہر منتخب کئے گئے ہیں، ہری پور، ایبٹ آباد، مانسہرہ، آپ اندازہ لگائیں، یہ ہمارے اپنے شہر ہیں، ہم ان پر مرمٹنے کیلئے تیار ہیں لیکن جب صورتحال اچھی بھی ہو، سیاسی میدان کبھی بھی لگا ہو تو وہاں پر ہمیں اتنے ووٹ نہیں ملے، کبھی ہمیں وہ پذیرائی وہاں پر نہیں ملی، ذہنی ہم آہنگی کی بنیاد پر انہوں نے کبھی ہمیں ووٹ نہیں دیا، تو جب ان سے پوچھو گے کہ یہ حکومت کیسی ہے اور تمہیں اتنی تکلیف نہ ہو، تمہارے پاؤں پر مہندی لگی ہے کہ کبھی تو ڈی آئی خان جاؤ، بنوں جا کے پوچھو، چارسدہ میں بھی پوچھو، کوئی ایسا طریقہ تو ہو کہ ہر ڈویژن سے ایک ایک شہر کو منتخب کرو۔ تو اپنی مرضی کے مطابق شہر بھی منتخب کئے اور پھر ایسے وقت میں جب کہ خیبر پختونخوا کا نام آیا اور وہاں پر پوچھا جائے تو وہاں پر تو پتلے جلانے کی حد تک بات ہو رہی ہے، تو یہ کیسے وہ کہہ سکتے ہیں کہ حکومت اچھی جارہی ہے؟ لہذا سب سے پہلے بنیاد تو یہی ہے کہ 'ٹرانسپرنسی انٹرنیشنل' نے جس طریقے سے سروے کیا ہے، اس سروے کو ہم Reject کرتے ہیں، اس کو مسترد کرتے ہیں، وہ غیر معیاری ہے، وہ سیاسی بنیادوں پر ہے اور میں ایک نکتہ اور بھی بتاتا چلوں کہ انہوں نے یہاں پر جو سروے کیا ہے، وہ ایک مخصوص

سٹوڈنٹ تنظیم ہے، نام اس لئے لینا نہیں چاہتا جب مکمل معلومات ہوں تو بات ہو، ایک مخصوص تعلیمی اداروں میں ایک تنظیم، جب سے بنی ہے آج تک ہماری مخالف ہے۔ ان سے پوچھا گیا ہے اور ان کے ذریعے سروے کیا گیا ہے اور جب انتخاب کیا گیا تو کس یونیورسٹی کا انتخاب کیا گیا ہے؟ سرحد یونیورسٹی کا، پشاور یونیورسٹی تو ان کو دکھائی ہی نہیں دے رہی، تو کوئی اس کی تو Credibility نہیں ہے سرحد یونیورسٹی کی، وہ تو ہمیں بھی پتہ ہے، ہم کسی تعلیمی ادارے کی توہین نہیں کرنا چاہتے، ہم ان سے بھی پوچھیں گے کہ کیا طریقہ کار اپنایا گیا ہے؟ اور پھر وہاں پر ایک لیکچرر ہے جو کہ ریٹائرڈ فوجی ہے اور اس کو اس ٹیم کا سربراہ بنایا گیا ہے اور یہاں پر تیرہ سو جو ہیں وہ کوسچنیئرز تقسیم کئے گئے ہیں۔ تیرہ سو کوسچنیئرز میں جب پوچھا گیا ہے تو اس میں کسٹم، واپڈا/ پاور اور عدلیہ، یہ تینوں کے تینوں مرکزی محکمے ہیں، ان میں سب سے زیادہ انہوں نے کرپشن کی باتیں کی ہیں لیکن ہمارے پلے باندھ دلی ہے۔ آپ اندازہ لگائیں کہ جب ایک محکمہ صوبے کا ہے ہی نہیں، تو اس کے کھاتے میں کیسے ڈال سکتے ہو؟ یہ تمہاری مرضی ہے کس انداز میں تم سروے کرتے ہو، مرکزی محکموں کا ذمہ دار مرکز ہے، صوبائی محکموں کا ذمہ دار صوبائی حکومت ہے۔ میں مرکزی حکومت کو بھی Warn کرتا ہوں، میں ان کے طریقہ کار کی بات کر رہا ہوں اور جب تم پاکستان کی سطح پر انٹرنیشنل آرگنائزیشن SWISS سے بھی پیسے لیتے ہو، یو ایس ایڈ سے بھی پیسے لیتے ہو، خود بھی تو بتاؤ نا کہ کتنے پیسے ملے ہیں تمہیں؟ ہم ایک صوبہ چلاتے ہوئے تم ہم پر بدعنوانی کے الزامات لگاتے ہو، تمہیں دنیا بھر سے پیسے آتے ہیں، کس طریقے سے لگاتے ہو، کتنی تنخواہیں لیتے ہو، طریقہ کار کیا ہے؟ کراچی میں تم نے ایک دفتر بنا کے کمپیوٹر رکھ کر اپنے انداز میں تم سروے کر کے اس طریقے سے بھونڈے طریقے سے اور پھر ہمارے صوبے میں ان کا دفتر بھی نہیں ہے، یہاں پر تکلیف تو کرو، دفتر تو بناؤ، لہذا ہم سمجھتے ہیں کہ صوبائی محکموں کے حوالے سے پھر سروے بھی کیا گیا ہے تو کالج کے بچوں کے ذریعے، ان کو یہ بھی نظر نہیں آیا کہ اس کو بھی Categorize کیا جائے، اس میں بھی عمر کی حد بڑھائی جائے اور پھر ہمارے صوبے میں جو سروے کیا ہے Sixty percent جن لوگوں سے پوچھا گیا ہے، Sixty percent وہ 24 to 28، چوبیس سال سے اٹھائیس سال کے درمیان کے لوگوں سے پوچھا ہے، جو انکو یونیورسٹیوں میں نظر آئے ان سے پوچھا گیا، Sixty percent ایسے لوگوں سے پوچھا گیا، لہذا میں اس بات کو رد بھی کرتا ہوں اور ساتھ میں یہ بھی کہتا ہوں کہ ایسا نہیں ہے، کرپشن نہیں ہے، کرپشن ساری دنیا میں ہے، پاکستان ساری دنیا کا حصہ ہے اور خیبر پختونخوا بھی پاکستان کا حصہ ہے اور کرپشن جب سے پاکستان بنا

ہے آج تک کرپشن ہے۔ ہم حکومت کی سطح پر کرپشن کو ختم کرنا چاہتے ہیں، ہماری حکومت کی ذمہ داری بھی ہے، ہمارے قطعاً یہ ارادے نہیں کہ ہم کرپشن کو سپورٹ کریں۔ میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارے اس صوبے میں ایک ایسا افسر تھا جو 'پیرا' میں کام کرتا تھا، وہ وزیر اعلیٰ صاحب کا رشتہ دار تھا لیکن جب الزام لگا اس کو سسپنڈ کیا گیا، آج 'نیب' میں اس کا کیس چل رہا ہے اور اسی طرح یہاں پر رحیم بھی ایک آفیسر تھا جو سارے ساتھی اس کو جانتے ہیں، لوگ کہہ رہے تھے کہ اس کو تو کوئی کچھ کہتا نہیں ہے، یہ تو آزاد پھرتا رہتا ہے۔ چونکہ ثبوتیں تھیں، ثبوتوں کی بنیاد پر اس کی سروس کو، اس کو برخواست کیا گیا ہے، اس کو Terminate کیا گیا ہے۔ کبھی آپ تو سوچیں کہ کسی بھی (تالیاں) کسی بھی حکومت نے انیس گریڈ افسر کو اس طرح کسی نے برخواست کیا ہے؟ اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتا ہے ہماری 'ٹرانسپرنسی' کی اگر بات کی جائے؟ ہمیں ریلیف کیلئے جو فنڈ دیا گیا تھا، سارے پاکستان میں، بلکہ میں کہتا ہوں ساری دنیا میں ریلیف کے حوالے سے جو فنڈ ملا ہے، وہ ایک ایک پائی ویب سائٹ پر موجود ہے۔ کسی کا بھی دل چاہے اور کسی کا بھی شک ہو تو وہ 'کلیک' کرکے کمپیوٹر پر ویب سائٹ، تمام ریکارڈ دیکھ سکتا ہے اور اس ریکارڈ کو دیکھ کر باہر کی دنیا نے ہم سے ڈائریکٹ رابطہ کیا، امریکہ جو کہ آج ان کے پیسوں پہ یہ سروے ہو رہا ہے، انہوں نے ہمیں ڈائریکٹ، Straight ہمیں اس Re-construction اور Rehabilitation کیلئے امداد دی چھتیس ملین ڈالر، انہوں نے کہا کہ آپ کا ریکارڈ اتنا صاف ہے اور آپ کا ریکارڈ شفاف ہے جو ہمیں آپ ہی لوگوں پہ اعتماد کرنا پڑ رہا ہے اور ہم ڈائریکٹ آپکو یہ قرضہ دے رہے ہیں، لہذا ہماری انٹرنشنل سطح پہ ایک ساکھ بن چکی ہے، ایک ہی وقت میں 'ٹرانسپرنسی انٹرنشنل' کی انا یہ غمازی کرتی ہے کہ آج ہمارے صوبے کو پیسے ملنے والے تھے Reconstruction اور Rehabilitation میں پیسے ملنے والے تھے، یہ بین الاقوامی سازش ہے کہ وہ ہمارے صوبے کو پیسے دینا نہیں چاہتے ہیں، یہ اس وقت ایک ایسی گناؤنی کھیل کھیلا گیا ہے جو ہمارے یہاں پہ بچے مارے گئے، ہماری مائیں مری ہیں، ہمارے آباواجداد مرے ہیں، یہاں کی گلی کوچوں میں خون بہا ہے، ہم خون میں نہلائیں ہوئے ہیں، ہمارے زخموں پر کسی نے مرہم نہیں رکھا، ہم مرتے رہے ہم کٹتے رہے، لوگ تماشہ دیکھتے رہے۔ آج جب پیسہ آنے والا ہے تو اس وقت ان کو رپورٹ یاد آئی، ہم رپورٹ والوں کو کہتے ہیں کہ ہم تمہیں ویلکم کرتے ہیں، آئیں یہاں پہ بیٹھ کر، ہم تمہیں کہتے ہیں کہ چھ مہینے کیلئے خیبر پختونخوا میں یہاں پہ رہو اور تم یہاں پہ جس طریقے سے سروے کر سکتے ہو، مجھے ٹی وی پہ انہوں نے کہا کہ تم ہمارے ساتھ معاہدہ کرو تو میں آؤنگا، وہ پیسوں کے

عادی ہیں، معاہدہ کرینگے تو پیسے دینے ہونگے، پیسہ نہ ہمارے پاس ہے نہ دینگے، کراچی سے کر سکتے ہو تو یہاں بھی تم کر سکتے ہو، ہم ویلکم کرتے ہیں کہ آؤ وزیراعلیٰ سمیت ہم تمام وزراء کو ایک کٹہرے میں کھڑا کرتے ہیں، احتساب کے کٹہرے میں۔ میں بول رہا ہوں تو یہاں پہ کسی نے خوب فرمایا کہ آپ نے قسم سے فائدہ نہیں اٹھایا، میں چونکہ ایک وزیر کی حیثیت سے یہاں پہ کھڑا ہوں، اس اسمبلی کا ممبر بھی ہوں، بحیثیت پختون مسلمان میں ایمانداری سے کہتا ہوں کہ میرے پاس تین محکمے ہیں، اگر میری مرضی سے کسی نے یا میں نے خود کرپشن کی ہو تو خدا مجھے اس دنیا میں بھی مجھے سزا دے اور آخرت میں بھی سزا دے (تالیاں) لہٰذا ان باتوں پہ ایک بات پھر میں سپیکر صاحب، آپکا شکریہ ادا کرتا ہوں، یہ ایک تاریخی بجٹ ہے اور اس تاریخی بجٹ کے حوالے سے میں چند باتیں ضرور کہونگا تاکہ ریکارڈ پہ آئے۔ صوبائی حکومت کو جو آئندہ مالی سال کے بجٹ میں مرکزی ٹیکسوں سے ایک کھرب تیئس ارب روپے وصول ہونگے، بجلی کے خالص منافع میں پچیس ارب روپے، دہشت گردی کے خلاف جنگ کیلئے پندرہ ارب روپے کی وصولی ہوگی، اس حوالے سے ہمارا بجٹ کافی بڑھ چکا ہے اور جب پچاس فیصد کی ہم بات کرتے ہیں تو انہوں نے بڑے دبے الفاظ میں ہمیں سراہا ہے، جب سے پاکستان بنا ہے، ذرا تو سوچو کبھی پچاس فیصد تنخواہ بڑی ہے؟ آپ نے بھی تو اپنے اپنے دور میں حکومتیں کی ہیں تو کبھی تو حقیقت بھی تسلیم کر لیا کرو۔ یہ اچھا ہے، پولیس کی بھی بڑھادی جاتی لیکن جب ہم نے پولیس کی بڑھائی تو یہاں پہ انہوں نے اختلاف کیا کہ انکو کیوں سراہا جارہا ہے، صرف پولیس کو دیا جارہا ہے عوام کو کیوں نہیں دیا جارہا ہے؟ لیکن جب ہم نے عوام کو دیا تو اب ان کو تکلیف ہے اور پھر جب بیس فیصد کی بات آتی ہے، وزراء کی بات آتی ہے، ہمیں پتہ ہے کہ بیس فیصد سے کچھ نہیں بنتا، نیتوں کی بات ہوتی ہے، ارادوں کی بات ہوتی ہے، یہ Symbolic ہے کہ لوگ بڑھارہے ہیں ہم گھٹا رہے ہیں۔ تو اس کو تو سراہا جائے، ہمارے ارادے نیک ہیں ہمارے ارادوں کو سراہا جائے، لہٰذا ہم نے نیک نیتی سے اس کو کم کیا ہوا ہے اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ تھوڑا ضرور ہے، ہمارا بس چلے، میں بڑی ایمانداری سے کہتا ہوں کہ خدا کی قسم ہم اس تنخواہ کے انتظار میں ہوتے ہیں کہ تنخواہ کب ملے گی لیکن اس کو اگر مزید بھی کم کیا جائے تو ہمیں کوئی پرواہ نہیں، ہم تو یہ بھی 'آفر' کرنا چاہتے ہیں کہ اگر اس سے بھی اپوزیشن خوش ہو تو ہماری اپنی نیت صاف ہے ہم تمام کی تمام تنخواہ معاف کر دیتے ہیں اور ہم کہتے ہیں ہمیں تنخواہ ہی نہ ملے تو یہ سب سے بہتر ہے اور پھر سکندر صاحب نے کہا کہ بجٹ میں کہیں ہے نہیں، بابا! ہم کہہ رہے ہیں بجٹ سپیچ ہو رہی ہے، فنانس منسٹر کہہ رہا ہے، حکومت کہہ رہی ہے تمہیں اتنا

اعتبار نہیں، اتنا اعتماد نہیں ہے، ہم کہہ رہیں ہیں اور اسکو مانا جائے اور ہم اس پہ عمل کرینگے اور پھر اسی طرح مزید اس میں جانے کی مجھے ضرورت نہیں تقریباً تمام ساتھی یہ باتیں کہہ چکے، میں ایک بار پھر۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: شکریہ۔

وزیر اطلاعات: سپیکر صاحب، ایک منٹ۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! شکریہ۔

وزیر اطلاعات: ایک منٹ، میں جی۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: شکریہ میاں صاحب۔ بس شکریہ، اصل میں میں نے بہت زیادہ ٹائم دیا ہے آپ لوگوں کو اور نماز قضا ہو رہی ہے۔ ابھی ابھی اور کوئی بات نہیں تمام معزز اراکین سے گزارش ہے کہ نماز پڑھنے کے بعد چائے پرانے ہال میں اکٹھے پیئیں گے۔

The sitting is adjourned till 3.00 p.m. of tomorrow, thank you.

(اسمبلی کا اجلاس مورخہ 18 جون 2010 بروز جمعہ سہ پہر تین بجے تک کیلئے ملتوی ہو گیا)